ابنِ صفی
51
عمران سیریز
IMRAN SERIES
X2
CK PRODUCTIONS QUETTA
تابوت میں چیخ

عمران سیریز نمبر 51

تابوت میں چیخ

(دوسرا حصہ)

پیشرس

آپ کو یاد ہوگا کہ "شوگر بینک" سے کس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کی واپسی ہوئی تھی! سردار گڈھ ہی ان واقعات کا مرکز تھا۔ جنہوں نے شوگر بینک کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لہٰذا شوگر بینک سے بے نیل و مرام واپسی کے بعد قدرتی بات تھی کہ عمران کی پارٹی سردار گڈھ ہی میں ڈیرے ڈال دیتی۔

اس بار عمران صرف اس چکر میں تھا کہ ولیم ہاپکنز کے اس گرگے پر ہاتھ ڈال دے جو اس ملک میں کسی غیر قانونی حرکت کا ارتکاب کر رہا تھا۔

ایک نئے کردار ظفرالملک سے ملئے! عمران بھی اگر اس سے نہ ملتا تو اس حرکت کا علم اسے نہ ہو سکتا تھا، جو ولیم ہاپکنز کا گرگا اس ملک کے مفاد کے خلاف کر رہا تھا۔

مجھے توقع ہے کہ آپ کو ظفرالملک اور جیمسن دونوں ہی پسند آئیں گے۔

اس کے بعد والا شمارہ عمران سیریز کا خاص نمبر ہوگا۔ میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ کہانی کو اس موڑ پر لاکر جاسوسی دنیا کا کوئی ناول لاؤں۔

انشاءاللہ خاص نمبر جلد ہی آپ کے ہاتھوں میں ہوگا۔

پچھلا ناول "ٹسڈل کی بیداری" فریدی کے ذہنی پینترے کی وجہ سے بہت پسند کیا گیا جن حضرات نے پسندیدگی کے اظہار کے لئے خطوط لکھے تھے۔ ان کا شکر گذار ہوں اور ان کا شکریہ بھی بہرحال ادا کرنا ہی چاہئے جنہیں یہ ناول اس لئے پسند نہیں آیا کہ فریدی نے مجرم کی "ٹھکائی" کئے بغیر ہی کھیل ختم کر دیا تھا۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ آپ روز بروز بزدل ہوتے جارہے ہیں، بھئی آپ کو تو ہاتھ پیر ہلانا نہیں پڑتے پھر کرداروں کے ذریعے ہنگامہ برپا کرتے ہوئے کیوں ڈرتے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ کیا جواب ہو سکتا ہے اس بات کا۔ بہرحال میں کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ ناول "فضائی ہنگامہ" ہنگامہ پسند پڑھنے والوں کو بھی مطمئن کر سکے۔

ابنِ صفی

۱؍مارچ ۱۹۶۸ء

O

بھتیجے کو دیکھ کر نواب مظفر الملک کے ذہن کو زبردست جھٹکا لگا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ دو سال میں اتنا بدل جائے گا۔ دو سال پہلے انہوں نے اسے لندن میں دیکھا تھا اور اس کی شائستگی اور ذہانت سے بہت متاثر ہوئے تھے۔

نواب مظفر الملک ان لوگوں میں سے تھے، جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے۔ خود پسندی نے انہیں شادی تک سے باز رکھا تھا اور وہ ساٹھ سال کی عمر میں بھی کنوارے تھے۔ ظفر الملک ان کے مرحوم چھوٹے بھائی کا اکلوتا لڑکا تھا۔ آٹھ سال کی عمر میں اس کی ماں بھی چل بسی اور نواب مظفر الملک نے اسے متبنیٰ کر لیا۔ لیکن یہ محسوس کرنے کے بعد وہ صحیح طور پر اس کی تعلیم و تربیت نہ کر سکیں گے۔ انہوں نے اُسے اپنے ایک ٹرک دوست کے پاس انگلینڈ بھجوا دیا تھا۔

نواب صاحب جب بھی یورپ کے دورے پر جاتے کچھ دن اس خاندان کے ساتھ بھی گذارتے اور بھتیجے کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ ہر اعتبار سے ان کا وارث بننے کی صلاحیتیں رکھتا ہے، دو سال پہلے بھی وہ اس سے ملے تھے اور اُسے ہر طرح ٹھیک پایا تھا۔

لیکن اس وقت اُسے ریسیو کرتے وقت وہ بھونچکا رہ گئے.... ظفر الملک نے بہت ہی چست قسم کا لباس پہن رکھا تھا اور اُس کے بال بے تحاشہ بڑھے ہوئے تھے۔ دور سے لڑکی معلوم ہوتا تھا۔

اس کے ساتھ اس کا ملازم بھی تھا۔ اس کی تو ڈاڑھی اور مونچھیں بھی بے تحاشہ بڑھی ہوئی تھیں اور لباس اس نے بھی مالک ہی جیسا پہن رکھا تھا۔ یہ اس نسل سے تعلق رکھتا تھا، جو

خاندانوں کی پروردہ کہلاتی ہے۔ بچپن ہی میں یہ بھی ظفر الملک کے ساتھ ہی لندن بھیج دیا گیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اُسے اُس کے خادم خصوصی کی حیثیت حاصل ہو جائے۔

اس کا نام جمن تھا، لیکن جب نواب صاحب نے اُسے جمن کہہ کر مخاطب کیا تو ناک بھوں سکوڑ کر بولا۔ "مائی نیم از جیمسن یور آنر....!"

"یس انکل ڈیئر ہی از جیمسن...!" ظفر نے ٹکڑا لگایا اور نواب صاحب آپے سے باہر ہو گئے۔

"چلے جاؤ.... تم دونوں میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔!"

"دہائی سو جمپی ڈیئر....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔

"تم باہر جاؤ....!" نواب صاحب جمن کی طرف دیکھ کر دہاڑے اور جمن کو بُرا ماننے تک کی مہلت دیئے بغیر دروازے کی طرف دھکیل دیا۔ ظفر ہکا بکا کھڑا تھا۔ جمن کو باہر نکال دینے کے بعد نواب صاحب نے خود ہی دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا اور خون خوار انداز میں ظفر کی طرف مڑے۔

"تو خبیث بن کر میرے سامنے کیوں آیا ہے....؟ دو سال پہلے تو ایسا نہیں تھا....؟"

"مجھے گہرا صدمہ پہنچا ہے آپ کے اس طرزِ تخاطب سے۔!"

"اب ہیجڑوں ہی کے سے انداز میں گفتگو کرے گا۔!"

"میں نہیں جانتا کہ ہیجڑا کیا چیز ہے۔ میری اردو اتنی زبردست نہیں ہے۔!"

"تو نے حلیہ کیا بنا رکھا ہے....؟"

"اُوہ.... آئی ایم اگین شاکڈ.... آدمی اور عام جانوروں میں تو کچھ فرق ہونا ہی چاہئے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں آدمی ہوں....!"

"کیا بکواس ہے....!"

"آج کی بکواس کل کے لئے نشانِ راہ بنے گی۔!"

"تو کس سے گفتگو کر رہا ہے۔!"

"اپنے چچا سے....!"

"بدتمیز ہو تم....!"

"چچا کو اُردو میں پھر کیا کہتے ہیں۔!"

"تو تم میرا مذاق اڑانا چاہتے ہو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اپنی بات کیسے آپ کے ذہن میں اتار دوں۔!"

"میں کچھ نہیں جانتا...!" نواب صاحب ہاتھ جھٹک کر بولے "تمہیں اس چھت کے نیچے انسانیت کے جامے میں رہنا پڑے گا۔!"

"انسانیت کا... جامہ...!" ظفر نے رُک رُک کر اس طرح دہرایا جیسے بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو...!

"ہاں انسانیت کا جامہ...!" نواب صاحب مٹھیاں بھینچ کر بولے۔

"اوہ آئی ہیو ٹو کنسلٹ اے ڈکشنری ناؤ...!" ظفر نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ "نو ڈاؤٹ آئی ایم اے بٹ ونگریٹ... نہیں انکل ڈیئر آپ مجھ سے ایسی شائستگی کی توقع نہیں رکھ سکتے، جو عام آدمی میں نہ پائی جاتی ہو۔!"

"کیا مطلب...؟"

"میں عام آدمیوں کی طرح زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ اگر جمن خود کو جیمسن کہتا ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہونا چاہئے۔!"

"تو تمہارے متعلق میری توقعات بالکل غلط نکلیں۔!" نواب صاحب کی آواز ڈھیلی پڑ گئی۔!

ظفر انہیں ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا۔ وہ کسی گہری سوچ میں پڑ گئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد وہ سر اٹھا کر بولے... "اگر تم باقاعدہ طور پر زندگی بسر نہیں کر سکتے تو آج سے میرے لئے صرف ایک اجنبی ہو۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"یہاں سے چلے جاؤ... میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔!"

"میں تو آپ کے لئے کچھ کرنے آیا تھا۔!"

"تم...!" نواب صاحب حقارت سے بولے۔ "تم میرے لئے کیا کرو گے۔!"

"زرعی اصلاحات نافذ ہو جانے کے بعد آپ کی آمدنی پر بُرا اثر پڑا ہوگا... میں نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ آپ کے لئے ادویات سازی کا ایک کارخانہ قائم کرتا۔!"

"آپ نے غلط اندازہ لگایا مجھ بیچارے کے متعلق...!" نواب صاحب نے بے حد جلے بھنے لہجے میں کہا۔ "میرے پاس اتنی پشتینی دولت موجود ہے کہ آپ جیسے دس گدھے ایک ہزار سال تک عیش کر سکتے ہیں۔!"

"اوہ... تب تو کوئی بات نہیں۔ میں خواہ مخواہ پریشان تھا۔ آپ کے لئے... اچھا اب اجازت دیجئے۔!" ظفر نے کہا، اور سفری بیگ میز سے اٹھا کر کاندھے سے لٹکاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

نواب صاحب کے چہرے پر عجیب سے آثار تھے، جن میں غصہ بے بسی، اور غم کئی طرح کے جذبات کی جھلکیاں پائی جاتی تھیں۔

وہ کچھ بولے نہیں... جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔!

ظفر نے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا... جمن شاید دروازے ہی سے کان لگائے کھڑا رہا تھا۔ اس کے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"چل بے...!" ظفر نے اس کی گردن میں ہاتھ دے کر دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"بے... پر مجھے اعتراض ہے جناب...!"

"اعتراض نوٹ کر لیا گیا... باہر نکل چلو...!"

وہ لان پر نکل آئے اور پھاٹک کی طرف بڑھتے رہے۔ گیٹ سے گذر کر فٹ پاتھ پر اتر آنے کے بعد... جمن رک گیا۔

"چوراہے کے آگے والی سڑک کا کیا نام ہے جناب...؟" اس نے ظفر سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔!"

"پھر اب ہم کہاں تشریف لے جائیں گے۔!"

"میں نہیں جانتا۔!"

"کیش کتنا ہے آپ کے پاس۔!"

"دس پونڈ...!"

"انہیں تیرہ پوائنٹ دو پانچ سے ضرب دیجئے۔!"

"کیوں...؟"

"اس طرح ہم ملکی کرنسی میں اپنی مالی حالت کا جائزہ لے سکیں گے۔!"

"ہوں....!" ظفر کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔!

"کل ایک سو بتیس روپے پچاس پیسے ہماری گرہ میں ہیں۔!" جمن پر تشویش لہجے میں بولا۔

"پرواہ مت کرو.... میرے پاس کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری ہے۔!"

"ڈگری اُبال کر آپ پئیں گے، لیکن میں کیا کروں گا.... میرے لئے تو کم از کم ایک پونڈ کولڈ بیف اور ایک روٹی چاہئے۔"

"بکواس مت کرو.... اور یہ بتاؤ کہ ہم دائیں طرف چوراہے کی طرف بڑھیں یا بائیں جانب والے چوراہے کی جانب....!"

"اس وقت تو ہمارے لئے راکٹ ہی مناسب ہوگا۔!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"خلا....!" جمن آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔ "یہاں راستے واسطے کی ضرورت پیش نہیں آتی یور ہائی نس....!"

"چلو.... بائیں طرف چلو....!"

دونوں اپنے شانوں سے سفری بیگ لٹکائے چل پڑے۔! چوراہے پر پہنچ کر انہیں پھر رکنا پڑا۔

"ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے کہ کسی ہوٹل میں بھی قیام کر سکیں....!" ظفر بولا۔

"قیام کی ضرورت ہی کیا ہے یور آنر.... میں نے سُنا ہے کہ یہاں لوگ فٹ پاتھوں پر بھی رات بسر کر سکتے ہیں.... پلین لونگ اینڈ ہائی تھنکنگ کے ہم ہمیشہ سے قائل رہے ہیں۔!"

ظفر نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں بھی پُر مسرت چمک دکھائی دی۔

"دراصل یہاں ہم اپنے فلسفے کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گے....!" اُس نے چہکی ہوئی سی آواز میں کہا، لیکن جمن کا حلیہ بگڑ گیا۔ اس نے منہ بسور کر کہا۔ "جیب ہلکی ہو تو فلسفے میں کوئی چارم نہیں رہ جاتا.... یور آنر....!"

"جیب کی بات نہ کرو.... میں سڑے ہوئے آلو اُبال کر بھی پیٹ بھر سکتا ہوں مجھے آزادی چاہئے۔ اس چھت کے نیچے قدم قدم پر پابندیوں سے دوچار ہونا پڑتا.... انہیں تیرے جیمسن ہونے پر بھی اعتراض تھا۔!"

"میں کتے کا پلا کھلا کر بھی پیٹ بھر لینا پسند کروں گا.... یور ہائی نس۔!"

"ہل ود یو...." ظفر آہستہ سے بڑبڑایا اور ایک گاؤدم لڑکی طرف طرف متوجہ ہو گیا، جو سر سے نیچے کی طرف بتدریج پتلی ہوتی چلی گئی تھی۔

"کیا خیال ہے....؟" وہ جمن کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا "اپنے ہی قبیلے کی معلوم ہوتی ہے۔!"

"ہرگز نہیں.... پاجامہ پہنے ہوئے ہے....!" جمن بولا۔

"اڈیٹ.... یہاں اسکرٹ نہیں پہنے جاتے.... پاجامے ہی کو مختصر کر دیا ہے۔ میرے خیال سے۔!"

"پوری ٹانگیں تو ڈھکی ہوئی ہیں۔ مختصر کہاں سے کر دیا ہے۔!"

"بکو مت.... ہم اسی کے پیچھے چلتے ہیں۔ کسی سے تو یہاں جان پہچان ہونی ہی چاہئے۔!"

"اس کے لئے میں بوڑھے آدمی کو ترجیح دوں گا۔!" جمن نے ایک راہگیر کی طرف اشارہ کیا۔

"تم اسی کے پیچھے جاؤ....!" ظفر کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

لڑکی کی رفتار تیز نہیں تھی....! ظفر جب اس سے صرف دو تین فٹ کے فاصلے پر رہ گیا تو اُس نے آہستہ سے سیٹی بجائی۔

لڑکی حیرت انگیز پھرتی سے پلٹی تھی۔!

"یہ کیا بے ہودگی ہے....!" اس نے خون خوار لہجے میں پوچھا۔

"مجھے حیرت ہے آپ کے لہجے پر.... کم از کم انگلستان میں تو ایسا نہیں ہوتا۔!"

"تم نے غلط سمجھا ہے.... میں کوئی فلرٹ نہیں ہوں۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"تم خواہ مخواہ بگڑ رہی ہو.... میں جھوٹا نہیں ہوں.... چند گھنٹے پہلے انگلینڈ سے یہاں پہنچا ہوں.... لیکن اب سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جاؤں....!"

"بہت ہوٹل ہیں یہاں....!" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"جیمسن....!" ظفر نے مڑ کر جمن کو مخاطب کیا۔

"یس یور آنر....!"

"انہیں اپنی مالی پوزیشن کے بارے میں بتاؤ۔!"

"ایک سو بتیس روپے پچاس پیسے....!"

"اور یہ پونڈ کی شکل میں ہیں.... " ظفر نے لڑکی سے کہا۔

"مجھے دکھاؤ پونڈ....!"

ظفر نے اسے دس پونڈ کا ایک نوٹ دکھاتے ہوئے کہا۔ "میں تمہیں جہاز کے ٹکٹ کا کاؤنٹر فائیل بھی دکھا سکتا ہوں۔!"

اس نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سارے کاغذات دکھانا شروع کر دیئے جن سے اس کے تازہ وارد ہونے کا ثبوت مل سکتا۔

"تو تمہارا یہاں کوئی نہیں ہے۔!" لڑکی نے کچھ دیر بعد ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"ایک قدامت پسند چچا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے اور وہ مجھے برداشت کرنے پر تیار نہیں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"میں ان کے لئے نقصان دہ بھی نہیں ثابت ہو سکتا کیوں کہ میں نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی ہے۔!"

"کیمسٹری میں....؟" لڑکی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا "ہمیں کہیں بیٹھ کر گفتگو کرنی چاہئے۔!"

لڑکی نے اُسے غور سے دیکھا اور بولی "میرے ساتھ آؤ۔!"

جمن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور جیب سے لیمن ڈراپ نکال کر منہ میں ڈال لیا۔

لڑکی انہیں ایک ریستوران میں لائی۔ وہ بیٹھ گئے۔ جمن احمقانہ انداز میں ریستوران کے ماحول کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیمسٹری کی ڈگری کہاں کی ہے۔!" لڑکی نے پوچھا۔

"آکسفورڈ کی ہے....!"

لڑکی کچھ سوچنے لگی.... پھر بولی۔ "ایک صاحب ہیں میری جان پہچان کے....! لیکن میں نے ایک دم سے اس قسم کی گفتگو کیوں شروع کر دی۔!"

"ہمارا فلسفہ کہتا ہے کہ آدمی کو آدمی سے تکلف نہ کرنا چاہئے۔ جانور اس وقت تک نہیں ملتے، جب تک کہ اُن کا آپس میں تعارف نہ ہو....!"

لڑکی دلآویز انداز میں مسکرا کر بولی۔ "میرا نام آسودہ بانو ہے....!"

"میں ظفر الملک ہوں.... یہ جیمسن....!"

جمن نے اس طرح لڑکی کی طرف دیکھا جیسے اُسے منہ چڑھا رہا ہو.... لڑکی پھر جلدی سے ظفر ہی کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔!

"بہر حال....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "میرے ایک شناسا کو ایک ایم ایس سی کی ضرورت ہے....!"

"کیا کرنا پڑے گا....!" ظفر نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ کسی دوا ساز کمپنی کے ڈائریکٹر ہیں۔ ہو سکتا ہے تمہیں لیب میں کام کرنا پڑے....!"

"میں سب کچھ کر سکتا ہوں....!"

لڑکی نے جمن کی طرف دیکھا۔

"جو کچھ یہ کرتے ہیں میں اس میں دخل نہیں دے سکتا....!" جمن بولا۔

ناشتہ کر کے وہ اس لڑکی کے ساتھ روانہ ہو گئے تھے!

O

سفر دوبارہ شروع ہو گیا....! وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی مشکل اتنی جلدی آسان ہو جائے گی۔!

لڑکی نے انہیں ایک آدمی سے ملایا تھا اور اس نے تھوڑی دیر تک مختلف قسم کی پوچھ گچھ کرنے کے بعد پروانہ تقرر ظفر الملک کے حوالے کر دیا تھا۔

اُسے پہلی ٹرین سے سردار گڈھ جانا تھا۔ اس آدمی کے بیان کے مطابق دوا ساز کمپنی کا کارخانہ وہیں تھا۔

گاڑی میدانوں سے گذر کر پہاڑی علاقے میں داخل ہو چکی تھی....! وہ دونوں سیکنڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔!

"وہ لڑکی آسمان سے اتری تھی....!" جمن بولا۔

"ہر لڑکی آسمان ہی سے اترتی ہے اور زمین پر پاؤں نہیں رکھتی....!" ظفر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

"یہاں کی آب و ہوا نے آپ پر خاصا اثر ڈالا ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"ایسی باتیں کرنے لگے ہیں، جو کم از کم میری سمجھ میں تو نہیں آتیں۔!"

کمپارٹمنٹ میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ سردیاں شروع ہو چکی تھیں اس لئے سردار گڈھ کے مسافر کم ہی ہوتے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور سرد ہوا لباسوں سے گذر کر کھال میں پیوست ہوتی محسوس ہونے لگی تھی....!

جمن نے اوور کوٹ کا کالر کانوں تک اٹھا لیا تھا اور کبھی کبھی کسی عمر رسیدہ خشکی کے کچھوے کی طرح گردن ابھار کر خالی کمپارٹمنٹ کا جائزہ لینے لگتا تھا۔

دفعتاً گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی اور آخرکار وہ ایک چھوٹے سے اسٹیشن پر رک گئی۔ ساتھ ہی کمپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر گھس آیا.... کچھ بوکھلایا ہوا سا معلوم ہوتا تھا۔!

ظفر اور جمن نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ آنے والا جوان العمر تھا۔ نیلے سوٹ پر زرد قمیص پہن رکھی تھی اور گلے میں سرخ رنگ کی ٹائی لہرا رہی تھی۔ فلٹ ہیٹ میں سرخ گلاب لگا رکھے تھے۔ صورت سے پرلے درجے کا احمق معلوم ہوتا تھا، ویسے خدوخال دلکش تھے۔

وہ سامنے والی سیٹ پر بیٹھ کر ان دونوں کو احمقانہ انداز میں دیکھنے لگا۔

"پہچاننے کی کوشش کر رہے ہو....!" ظفر مسکرا کر بولا۔

اس نے احمقانہ انداز میں اپنے سر کو منفی جنبش دی۔

"پھر اس طرح کیوں گھور رہے ہو....؟"

"میں سوچ رہا ہوں..!" نووارد بولا۔ "اگر میرے بال بھی تمہاری ہی طرح ہوتے تو کیسا لگتا!"

"فائن...!" ظفر مسکرایا۔ "تمہاری ٹوپی مجھے پسند آئی، بڑی سلیقے سے پھول لگائے ہیں۔! اور مجھے یہ کہنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کہ اس ملک میں ابھی تک صرف تم ہی نظر آئے ہو۔!"

"اور جناب کا کس ملک سے تعلق ہے....!" نووارد نے پوچھا۔

"تعلق تو اسی ملک سے ہے لیکن بچپن ہی سے لاتعلق رہ کر دوبارہ متعلق ہوا ہوں....!"

"ماشاءاللہ....!" نووارد نے جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہو.... تم تو اپنے ہی قبیلے سے معلوم ہوتے ہو.... آئی ایم اے ہپی....!" ظفر نے چیونگم کا پیکٹ اس کی ہتھیلی سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"وی.... آر.... آل ہپیز....!" اجنبی نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر احمقانہ انداز میں قہقہہ لگایا۔ پھر بڑی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھا۔ ظفر بھی بوکھلا کر اٹھ گیا تھا۔

نووارد بڑے والہانہ انداز میں اس سے بغل گیر ہو گیا اور آہستہ سے اس کے کان میں بولا۔

"تم میرے لباس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھ رہے ہو۔!"

"یہ حقیقت ہے....!"

"ارے تو چلو بدل لیں....!"

ظفر اسے حیرت سے گھورنے لگا۔ گاڑی دیر ہوئی حرکت میں آکر رفتار پکڑ چکی تھی۔

"تم میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو....!" اجنبی چہک کر بولا۔ "وی آر ہپیز میرا سب کچھ تمہارا ہے اور تمہارا سب کچھ میرا۔ ہم دنیا کو خوش حال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم امن کے پیامبر ہیں.... ہم جنگ سے نفرت کرتے ہیں۔ ہمارا پیغام محبت ہے.... آؤ میرے ساتھ۔!"

وہ ظفر کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف کھینچنے لگا۔

"باس....!" جمن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کی تعریف....!" اجنبی اس کا ہاتھ چھوڑ کر جمن کی طرف مڑا۔

"میرا ساتھی....!"

اجنبی جھپٹ کر جمن سے بھی نہ صرف بغل گیر ہو گیا بلکہ اس کی بے ترتیب ڈاڑھی کو دو تین بوسے بھی دیئے....!

"مسٹر مسٹر....!" جمن ناگواری سے بولا۔

"برادر کہو برادر....!" اجنبی نے اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر ظفر کا ہاتھ پکڑ کر غسل خانے کی طرف لے جانے لگا۔

"آپ چاہتے کیا ہیں جناب....؟" جمن اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"میں ان سے لباس تبدیل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ انہیں پسند ہے....!"

"ارے اس کی کیا ضرورت ہے.... میں تو یونہی....!" ظفر نے جملہ پورا نہیں کیا۔

"نہیں میرے دوست....!" اجنبی بولا۔ "انکار کر کے تم ایک پہی کا دل توڑو گے....!"

"اچھا.... اچھا....!" ظفر مسکرایا۔

"ایک بات....!" جمن بولا۔ "باس ذرا میری ایک بات الگ سن لو۔!"

"ضرور.... ضرور....!" اجنبی اُن کے درمیان سے ہٹ گیا۔

جمن نے ظفر کو کمپارٹمنٹ کے دوسرے سرے پر لے جا کر آہستہ سے کہا۔ "رقم نکال کر مجھے دیتے جایئے ورنہ لباس کے ساتھ رقم بھی جائے گی.... ہم نہیں جانتے کہ یہاں کے لوگ کیسے ہیں۔!"

"اچھا.... اچھا....!" ظفر نے جیب سے پرس نکال کر اس کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل مجھے ایک کوٹ کی ضرورت ہے.... سردی بڑھ گئی ہے.... تمہارے پاس تو اوور کوٹ ہے میں صرف قمیض میں ہوں۔"

پھر دس منٹ کے اندر ہی انہوں نے آپس میں اپنے لباس بدل لئے تھے۔

"بیوٹی فل....!" اجنبی اُسے نیچے سے اوپر تک دیکھتا ہوا اچھل پڑا۔

"چارمنگ....!" جمن ڈاڑھی کھجاتا ہوا بولا۔

"پرنس چارمنگ کہو....!" ظفر نے قہقہہ لگایا۔

"اب ہم اطمینان سے گفتگو کریں گے۔!" اجنبی بیٹھتا ہوا بولا۔

"میں سردار گڈھ جارہا ہوں....!" ظفر نے کہا اور اپنی کہانی شروع کردی۔ اجنبی کے چہرے پر کبھی احمقانہ حیرت کے آثار نظر آتے اور کبھی وہ بے حد مغموم دکھائی دینے لگتا۔

ظفر کے خاموش ہوتے ہی ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "تمہاری داستان بڑی پُر درد ہے۔ ایسے بے درد چچا کو دور سے سلام.... اللہ کی قدرت ہے کہ اجنبی لڑکیاں تو والد صاحب ثابت ہوں اور سگا چچا ایسی نالائقی پر اُتر آئے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا عجیب دیس ہے۔ دو ہستیوں سے تفصیلی ملاقات ہوئی اور دونوں ہی عجیب ثابت ہوئیں۔ ایک وہ لڑکی تھی جس نے سرِ راہ ملازمت کا انتظام کر دیا اور دوسرا یہ جو زبردستی اپنا قیمتی لباس اس کے معمولی قمیض اور پتلون کے عوض حوالے کر چلا ہے۔!

کچھ دیر بعد گاڑی کی رفتار پھر سست ہونے لگی اور اجنبی اٹھ کھڑا ہوا۔ ظفر نے اس طرح جانے کی وجہ پوچھی۔

"بس خدا حافظ....!" اجنبی نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اسی اسٹیشن پر اترنا ہے مجھے۔!"

ظفر فیصلہ نہ کر سکا کہ اُسے اس موقع پر کس قسم کے خیالات کا اظہار کرنا چاہئے۔

گاڑی رکی اور اجنبی تیزی سے نیچے اتر گیا۔

ظفر اپنے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ "عجیب آدمی تھا۔!"

جمن پتہ نہیں کیوں بُرا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔

ان چھوٹے اسٹیشنوں پر ٹرین ایک منٹ سے زیادہ نہیں رکتی تھی۔!

ظفر نے دفعتاً محسوس کیا کہ جمن اُسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے۔!

"کیا بات ہے....!" اس نے اُسے گھور کر پوچھا۔

"بڑے خوب صورت لگتے ہیں اس ٹوپی میں....!" جمن مسکرا کر بولا۔ "سرخ گلاب بڑے جاندار ہیں۔!"

ظفر نے فلٹ ہیٹ کے اگلے گوشے کو چھوتے ہوئے کچھ کہنا چاہا تھا۔ کہ پشت سے نسوانی آواز آئی۔ "اوہ تو تم یہاں آچھپے ہو ظالم....!"

ساتھ ہی گاڑی بھی حرکت میں آگئی.... ظفر چونک کر مڑا۔

ایک بڑی خوب صورت سی لڑکی دروازے کے قریب کھڑی تھی۔ ظفر کے مڑتے ہی بُری طرح چونکی اور پھر اُس کے چہرے پر.... سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی بولی۔ "معاف کیجئے گا.... مجھے دھوکا ہوا.... میرا ساتھی بالکل ایسے ہی لباس میں تھا....!"

"کوئی بات نہیں بیٹھ جایئے....!" ظفر نے سامنے والی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اُسے گھورتی ہوئی سامنے آبیٹھی۔! جمن ایک آنکھ بند کئے اُسے دیکھے جارہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس لڑکی کو دیکھ کر اس کی ڈاڑھی کچھ اور زیادہ گنجان ہوگئی ہو۔!

"آپ دونوں ساتھ ہی سفر کر رہے تھے....!" ظفر نے لڑکی سے پوچھا۔

"جی ہاں....!" لڑکی نے جواب دیا۔

"کیا وہ آپ سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔!"

"میرا خیال یہی ہے۔!"

"تب تو میرا خیال ہے کہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا۔!"

"کیا مطلب....!"

"پچھلے اسٹیشن پر وہ یہاں آیا تھا اور اس اسٹیشن پر اتر گیا....! اتنی سی دیر میں مجھ سے اس نے تک بے تکلف ہوا کہ میرے لباس سے اپنا لباس بدل کر چلتا بنا.... میں نے اس کے لباس کی تھوڑی سی تعریف کر دی تھی....!"

"اُوہ....!" لڑکی ہاتھ ملتی ہوئی مضطربانہ انداز میں ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئی۔

"آپ کچھ مغموم نظر آ رہی ہیں....!" ظفر بولا۔

"اب گاڑی سردار گڈھ ہی میں رکے گی....!" لڑکی نے کہا! شاید وہ اس موضوع پر گفتگو کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں....!"

"جی نہیں.... شکریہ....!" لڑکی نے ترشی سے کہا۔

"آپ یقین کیجئے....! وہ میرے لئے بالکل اجنبی تھا۔!"

"ہوں.... ہوں....!" لڑکی نے سر کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگی۔!

کچھ دیر خاموشی رہی پھر دفعتاً ظفر بولا۔ "آپ واقعی مغموم ہیں، اس واقعہ پر....!"

"براہِ کرم خاموش رہئے مجھے آپ سے جان پہچان پیدا کرنے کی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔!"

جمن نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا اور پھر ظفر کی طرف دیکھنے لگا۔ ظفر کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار تھے۔!

اس نے کچھ دیر بعد کہا "یہ پہلا ذہنی جھٹکا ہے۔!"

"کیا مطلب....؟" لڑکی چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"صرف تمہارے رویئے میں مجھے محبت نہیں ملی۔ ورنہ ابھی تک یہاں کے لوگوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے۔!"

"یہاں کے لوگوں سے کیا مطلب.... کیا آپ یہاں کے نہیں ہیں۔!"

"بس ختم کیجئے.... مجھے ضرورت ہی کیا ہے کہ آپ کو اپنے بارے میں کچھ بتاؤں....!"

اس نے کہا اور جمن سے فرانسیسی میں بولا۔ "اس لڑکی کو اس طرح نہ گھورو.... خون خوار معلوم ہوتی ہے۔!"

"مجھے غلط نہ سمجھو باس.... میں تو تمہاری سلامتی کے لئے اُسے گھور رہا ہوں۔!"

لڑکی انہیں حیرت سے دیکھتی رہی۔ ٹرین اندھیرے کا سینہ چیرتی ہوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔!

ظفر نے اپنے تھیلے سے ماؤتھ آرگن نکالا اور بجانے لگا۔

پھر ان کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی تھی.... اور وہ سردار گڈھ پہنچ گئے تھے۔

لڑکی ان سے پہلے اتر گئی....! ظفر نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنے شانے سکوڑے اور پھر جمن کی طرف دیکھنے لگا۔

"جلدی کیجئے....!" جمن بولا۔ "ان اسٹیشنوں پر زیادہ دیر گاڑی نہیں ٹھہرتی۔!"

دونوں نے اپنے تھیلے اٹھا کر کاندھوں پر ڈالے اور پلیٹ فارم پر اُتر گئے....! ظفر پھر ماؤتھ آرگن بجانے لگا تھا۔

ماؤتھ آرگن ہی بجاتا ہوا گیٹ سے بھی گذرا اور باہر شیڈ میں پہنچنے کے بعد سوچنے لگا کہ اب کیا کرے۔! اتنے میں ایک رکشے والا قریب آ کر بولا کہ وہ انہیں بڑے آرام سے ان کی منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔

ظفر نے جگہ کا نام لیا۔ لیکن جب وہ ہاتھوں سے کھینچے جانے والا رکشا قریب لایا۔ تو ظفر پیچھے ہٹ گیا۔

"بیٹھو ساب....!" رکشا والا بولا۔

"میں ہرگز نہیں بیٹھوں گا۔!"

"کیوں ساب....؟"

"میرے ہی جیسا ایک آدمی مجھے کھینچتا پھرے۔ ہرگز نہیں۔!"

"ارے ساب اگر سب یہ سوچے تو ہم بھوکا مر جائے۔!"

"کچھ بھی ہو....!"

"میرا خیال ہے کہ یہاں اس سواری کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔!" جمن نے چاروں طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر بدقت تمام یہ طے پایا تھا کہ رکشا والا پیدل ان کی رہنمائی کرے اور وہ اُسے اس کی پوری اجرت دیں گے۔! جہاں انہیں جانا تھا وہ جگہ اسٹیشن سے بہت دور چڑھائی پر تھی۔!

جمن ہانپنے لگا تھا اور اس نے انسانیت اور انسان نوازی کے رجحانات کو لاکھوں سلواتیں سنائی تھیں۔!

رکشے والا انہیں ایک بڑی عمارت کے سامنے چھوڑ کر رخصت ہو گیا۔ سلاخوں دار پھاٹک پر ایک آدمی موجود تھا۔ اُس نے مسٹر میوری تک ان کی رہنمائی کی۔

وہ ایک جسیم اور قد آور غیر ملکی تھا۔ شاید اتنی رات گئے چھیڑے جانے پر اس کے چہرے کی خشونت کچھ اور بڑھ گئی تھی۔!

ظفر نے اُسے وہ سفارشی خط دیا جو ایک لڑکی نے اپنے کسی شناسا سے دلوایا تھا۔

مسٹر میوری نے اس خط کو خشمگین نظروں سے پڑھ کر سوال کیا۔

"کیا تم کل صبح نہیں آسکتے تھے....!"

"رات کہاں گزارتے....؟"

"یہاں متعدد ہوٹل موجود ہیں....!"

"اگر مالی حالت اجازت نہ دے تو ان کا وجود بیکار ہے....!"

"ہوں....!" وہ اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا غرایا۔ چند لمحے اُسی طرح گھورتا رہا پھر بولا۔ "تمہاری وضع قطع مجھے پسند نہیں آئی۔!"

"میں کام کرنے آیا ہوں، شوکیس کی زینت بننے کے لئے نہیں۔!"

ٹھیک اسی وقت ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی اور ظفر اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

یہ تو وہی لڑکی تھی جس سے کچھ دیر پہلے ٹرین پر مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔

"تم....؟" وہ ظفر کی طرف انگلی اٹھا کر بولی۔

"کیا تم اسے جانتی ہو....!" مسٹر میوری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ وہی آدمی ہے جس کا تذکرہ میں نے آپ سے کیا تھا۔!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ مجھے اس پر اس کا دھوکا ہوا تھا۔ کیا آپ نے ابھی تک اس کے لباس پر غور نہیں کیا....؟"

میوری کی بھنویں سکڑ گئی تھیں اور وہ ظفر کو کسی شکاری کتے کی طرح گھورے جا رہا تھا۔

"تم دونوں بچ کر نہیں جا سکتے۔!" وہ سانپ کی طرح پھپھکارا۔

"کک.... کیا مطلب....؟" جمن ہکلایا۔

"انہیں پکڑ لو....!" دفعتاً میوری کی دہاڑ سنائی دی اور چار آدمی مختلف دروازوں سے نکل کر ان کی طرف جھپٹے۔ ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ مل سکا۔ ملتا بھی کیونکر بات ہی نہیں چلے پڑی تھی۔! وہ جکڑ لئے گئے۔ میوری نے ان کے ہاتھ پشت پر بندھوا دیئے تھے۔!

"اب بتاؤ....!" وہ انہیں حقارت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں کیا بتاؤں....!" ظفر بھی آپے سے باہر ہوتا ہوا بولا۔ "تم بتاؤ کہ تم سب نے ہوش مندی کا جامہ کیوں اتار پھینکا ہے۔!"

"یہ اسی کی پیش کش تھی....! میں نے تو صرف اس کے لئے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔!"

"تم ابھی سچی بات اگل دو گے....! تشدد میرا محبوب مشغلہ ہے۔!"

"لل... لیکن باس...!" لڑکی بولی۔ "آپ کو دو آدمیوں کی آمد کی اطلاع پہلے مل چکی تھی۔!"

"سب کچھ ممکن ہے.... ان لوگوں کا پلان پیچیدہ بھی ہو سکتا ہے۔!" میوری نے ظفر کے چہرے پر نظر جمائے ہوئے کہا۔

دفعتاً جمن نے فرانسیسی میں ظفر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "دماغ ٹھنڈا رکھو پتہ نہیں یہ کیا چکر ہے۔!"

ظفر نے بھی فرانسیسی ہی میں جواب دیا۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں، لیکن مجھے تجھ سے شکوہ ہے....! میں کبھی تیری ڈاڑھی کے حق میں نہیں رہا۔ لوگ خواہ مخواہ شک کرتے ہیں۔ ڈاڑھی یوگیوں کا نشان ہے ایک ہپی کے لئے ضروری نہیں۔!"

"اُوہو.... تم فلسفے کی طرف جا رہے ہو باس.... اور یہاں مارے خوشی کے میرا پیشاب خطا ہونے والا ہے۔!"

"تم لوگ کیا بکواس کر رہے ہو....!" دفعتاً میوری بھی فرانسیسی میں گرجا۔

"اب ہم اطالوی میں گفتگو کریں گے....!" ظفر نے مسکرا کر اس سے کہا۔

"چمڑے کے چابکوں سے تمہاری کھال گرادی جائے گی۔!"

"آخر تم چاہتے کیا ہو....؟"

"سچی بات اُگل دو....!"

"تم میرے کاغذات دیکھ سکتے ہو۔ میرے بیگ میں تمہیں مل جائیں گے ہر طرح اطمینان کرلو!"

"کون سا بیگ ہے تمہارا....!"

ظفر نے فرش پر پڑے ہوئے بیگوں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔

میوری نے خود ہی آگے بڑھ کر اسے اٹھایا تھا اور میز پر الٹ دیا تھا۔ اس دیکھ بھال میں دس منٹ گذر گئے....! ظفر اور جمن اسی طرح کھڑے رہے۔!

میوری نے کاغذات ایک طرف رکھ کر طویل سانس لی اور اُن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"کاغذات درست معلوم ہوتے ہیں اور میں ہوائی کمپنی سے بھی تصدیق کر سکتا ہوں۔!"

"جلدی سے کرلو....!" جمن تڑسے بولا۔ "اب بھوک لگ رہی ہے۔! ہم سمجھے تھے کہ تم مہمان نوازی کا ثبوت دو گے.... لیکن....!"

"خاموش رہو....!" میوری ہاتھ اٹھا کر غرایا اور لڑکی کی طرف مڑ گیا۔

"وہ کس اسٹیشن پر تمہارے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔!"

"سمرکنڈی اسٹیشن پر....!"

"تنہا تھا....!"

میوری اُن دونوں کی طرف مڑ کر پھر ظفر کو گھورنے لگا۔

"عمران سے تمہارا کیا تعلق ہے....؟"

"کس سے....؟"

"علی عمران سے....!"

"میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے....!"

"تم اتنے گدھے تو نہیں معلوم ہوتے کہ دو منٹ کی ملاقات میں کسی سے اپنے کپڑے بدل لو۔!"

"لیکن وہ تو بالکل گدھا تھا.... عقلمندی مجھ سے سرزد ہوئی تھی۔ میں ایک سوتی قمیض اور پتلون میں تھا۔ یہ گرم سوٹ ہے.... اور ٹوپی تو بالکل ہی مفت پڑی ہے....!"

"دراصل تم احمق ہو....!" میوری لڑکی کی طرف مڑ کر دہاڑا۔

"مم.... میں.... کیوں.... باس....!"

"اس لئے کہ تم اُسے بہلائے رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اُسے تم پر شبہ ہو گیا.... اور وہ دوسروں کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی تمہیں جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔!"

لڑکی ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی....!

"ان دونوں کے ہاتھ کھول دو....!" میوری نے اپنے آدمیوں سے کہا۔

"فی الحال مجھے دیکھنا پڑے گا.... تمہارے قیام کا بندوبست ایک ہوٹل میں کیا جا رہا ہے.... کام شروع کرنے سے پہلے تمہیں کچھ دن آرام تو کرنا ہی چاہئے....!"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ہماری مالی حالت اس قابل نہیں۔!"

"اخراجات ہماری فرم برداشت کرے گی....! باہر گاڑی موجود ہے۔ میرا آدمی ساتھ جائے گا.... اور تمہارے قیام کا انتظام کردے گا۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا.... یہ پاگلوں کا دیس ہے....!" جمن اپنی بے ترتیب ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں نے لندن کے ہوائی اڈے سے کوئی خواب شروع کیا ہو اور جواب تک جاری ہو....!"

"پتہ نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو....!"

"انہیں توقع تھی کہ اُن کے چچا انہیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، لیکن انہوں نے قریب قریب دھکے ہی دلوا کر گھر سے باہر کردیا.... پھر ایک رحم دل لڑکی ملی جس نے ملازمت کا انتظام کروادیا.... پھر ایک فرشتہ ملا جس نے سوتی لباس اتروا کر اپنا گرم سوٹ پہنا دیا.... اور.... آخر کار تم نے ایسا برتاؤ کیا جیسے ہم تمہارے مکان پر ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہوں....!"

"ختم کرو....!" میوری ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھے حالات کا اندازہ ہے....!"

O

دوسری صبح وہ رینالڈو میں ناشتہ کرتے وقت بے حد خوش نظر آرہے تھے۔

یہ سردار گڈھ کے اچھے ہوٹلوں میں سے تھا۔ پچھلی رات یہیں ان کے قیام کا انتظام ہو گیا تھا اور وہ اخراجات کی طرف سے بے نیاز سے ہو کر خوش خوراکی کا ثبوت دیتے رہے تھے....!

جمن کا خیال تھا کہ یا تو وہ دونوں خود ہی پاگل ہو گئے ہیں یا پھر یہ پاگلوں کی سرزمین ہے....جو بھی ملتا ہے انوکھا....!

البتہ ظفر کی پیشانی پر شکن تک نہیں تھی۔!

"اگر پاگل پن خطرناک نہ ہو تو دلچسپ ہوتا ہے۔!" ظفر نے کہا۔

"یعنی.... یعنی.... آپ کے ذہن پر کسی قسم کا بوجھ نہیں ہے، ان حالات کے تحت...."

"اس قسم کے حالات اسی زمین پر اور اسی آسمان کے نیچے جنم لیتے ہیں لہٰذا کسی پر حیرت ظاہر کرنا یا کسی سے بددل ہو جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں....!"

"تو پھر ہمیں کیا سوچنا چاہئے۔!"

"یہی کہ آنے والا لمحہ بھی ہمارے لئے دلچسپ ہی ہونا چاہئے۔!"

"تب تو مجھے یقین ہے!" جمن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "آپ زندگی بھر شادی نہ کریں گے۔!"

"کیا مطلب.... اَبے یہاں شادی کا کیا تذکرہ....!"

"لینگویج پلیز.... مجھے اَبے پر اعتراض ہے....!"

"سوری.... اَبے واپس لیتا ہوں....! ہاں تو میں یہ عرض کر رہا تھا مسٹر جیمسن کہ آپ کو ان حالات میں میرے شادی کرنے یا نہ کرنے کا خیال کیوں آیا....؟"

"میں نے سنا ہے کہ یہاں اس ملک میں عورت اور مرد شادی کے بغیر ایک ساتھ نہیں رہ سکتے....!"

"مجھے بھی یہی اطلاع ملی تھی....!" ظفر نے کہا اور پھر ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

انہوں نے پورا دن بستروں پر پڑے رہ کر گذار دیا۔ شام کو جمن نے مشورہ دیا کہ انہیں سچ مچ اپنی وضع قطع بدل دینی چاہئے۔!

"کیوں....؟" ظفر بھنا کر بولا۔

"مسٹر میوری یہی چاہتے ہیں....!"

"مسٹر میوری کو ہماری ذاتیات سے کیا غرض۔!"

"جناب عالی....! اگر آپ لندن میں بھی ملازمت کرنا چاہتے تو وضع قطع بدلنے کا مسئلہ وہاں بھی درپیش ہوتا....!"

"ہوں..!" ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "تو تجھے اپنے چہرے کا جنگل بھی صاف کرانا پڑے گا۔!"

"یقیناً جناب.... جب حالات یہ ہوں کہ ڈاڑھی والے پکڑے جائیں مونچھ والوں کی خطا پر تب تو اس کا نہ رہنا ہی بہتر ہوگا۔!"

وہ ایک اصلاح ساز کی دوکان پر پہنچے تھے اور جمن کی ڈاڑھی صاف ہو گئی تھی اور ظفر نے اُس کے گالوں پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "کاش میں تمہیں اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے کی اجازت دے سکتا....!"

ظفر کے بالوں کی درستگی میں خاصا وقت صرف ہوا اور وہ تقریباً نو بجے تک رینالڈو واپس پہنچ سکے۔! ڈائننگ ہال سے گذرتے وقت ظفر کے پیر ٹھٹک گئے۔!

"جمن....!" وہ تیزی سے جمن کی طرف مڑا۔

"جیمسن جناب عالی....!"

"جیمسن کے بچے وہ دیکھو....!"

"لینگویج پلیز....!"

"اچھا.... اچھا.... وہ دیکھ سامنے....!" ظفر نے ایک سمت اشارہ کیا اور جمن بھی جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

ایک میز پر وہی آدمی نظر آیا.... جس نے پچھلی رات ٹرین پر ظفر سے لباس کا تبادلہ کیا تھا۔ اس وقت وہ خاصا دلکش نظر آرہا تھا۔ اس کے سامنے میز پر آئس کریم کے بہت سے کپ رکھے ہوئے تھے اور وہ خود ایک چھوٹی سی بلوری نلکی سے فضا میں صابن کے بلبلے اڑا رہا تھا۔

چہرے پر حماقت آمیز معصومیت دور سے بھی نظر آسکتی تھی۔!

ظفر اُس میز کی طرف بڑھا ہی تھا کہ جمن نے اُس کا بازو پکڑ لیا۔!

"دیکھئے.... آپ پھر غلطی کرنے جارہے ہیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"ہمیں اب ان کے ساتھ نہ پایا جانا چاہئے۔!"

"میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ قصہ کیا ہے....؟"

"جنابِ عالی ہوش میں رہئے....!"

"تم گدھے ہو....!"

"مجھے آپ کے طرزِ تخاطب پر اعتراض ہے....!"

"جہنم میں جاؤ....!"

ظفر اس سے بازو چھڑا کر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔!

جمن کے چہرے پر جھنجھلاہٹ نظر آئی اور وہ لاپروائی کے اظہار میں شانوں کو جنبش دے کر اقامتی کمرے کی طرف چل پڑا۔

ظفر بڑی متانت کے ساتھ چلتا ہوا اس میز تک آیا جس پر سے صابن کے بلبلے اڑائے جارہے تھے۔

وہ احمق اسی طرح اس شغل میں الجھا ہوا تھا کہ اُس نے ظفر کی طرف توجہ تک نہ دی۔

ظفر بڑے اطمینان سے سامنے والی کرسی پر نہ صرف بیٹھ گیا بلکہ آئس کریم کے پیالوں کا بہ نظرِ انتخاب جائزہ لینا بھی شروع کر دیا۔!

ایک پیالے سے تھوڑی سی چکھی اور چمچہ اس میں ڈال کر دوسرے پیالے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

خوبرو احمق بدستور بلبلے اڑائے جارہا تھا۔! دفعتاً اُس نے ظفر کی طرف کنکھیوں سے دیکھ کر آہستہ سے پوچھا۔ "بھیڑ کے دودھ کی ہے نا....!"

"اُوں.... ہوں....!" ظفر نے دوسرے پیالے سے چکھ کر اپنے سر کو منفی جنبش دی....

پھر احمق کی طرف دیکھ کر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "گلہری ہی کا دودھ ہو سکتا ہے۔!"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں میرے دوست.... یہ سو فیصد بھیڑ کا دودھ ہے.... میں آئس کریم پر اتھارٹی ہوں.... ڈاکٹر فرام یونیورسٹی آف نبراسکا....!"

دفعتاً ظفر نے زور سے میز پر ہاتھ مارا اور خوبرو احمق اچھل پڑا۔

"تب تو بھیڑ کے دودھ کی نہیں ہو سکتی....!" اُس نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"کیا تم نے مجھے پہچانا نہیں....!" ظفر کا لہجہ تلخ تھا۔

"کنفیوشس کا قول ہے کہ پہلے خود کو پہچان پھر سسرال والوں کو پہچاننے کی کوشش کر.... میاں تمہارا نمبر تو بہت دیر میں آئے گا....!"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو.... میں وہی ہوں جس سے پچھلی شام تم نے ٹرین پر لباس تبدیل کیا تھا۔!"

"کنفیوشس نے یہ بھی کہا ہے کہ نیکی کرو.. اور بھول جاؤ.. لہٰذا اب مجھے کچھ بھی یاد نہیں۔!"

"میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ محض تمہاری وجہ سے ہم دونوں پر تشدد کر بیٹھے تھے....!"

"میری وجہ سے....!" خوبرو احمق نے الوؤں کی طرح دیدے نچائے۔

"تمہارا نام علی عمران ہی ہے نا....!"

"افسوس....!" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"کیا مطلب....؟"

"تم ضرور میری سسرال والوں سے ٹکرا گئے تھے۔!"

"مسٹر میوری اور تمہاری سسرال والے.... ہونہہ....!"

"مسٹر میوری....!" احمق کی آنکھوں میں کسی قدر تشویش کے آثار نظر آئے۔!

"مسٹر میوری.... تھرٹین شیر دل روڈ پر رہتے ہیں....!"

"تھرٹین شیر دل روڈ پر....؟ لیکن تم وہاں کیوں کر جا پہنچے۔!"

ظفر بڑی تیزی سے گذشتہ رات کے واقعات بیان کرتا چلا گیا....!

احمق کے چہرے پر کبھی حیرت کے آثار نظر آتے اور کبھی وہ خوف زدہ دکھائی دینے لگتا۔!

ظفر کے خاموش ہوتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا "پتہ نہیں کیا چکر ہے.... میں نے

عرصہ سے کوئی لڑکی نہیں دیکھی....!"

"تمہارا نام علی عمران نہیں ہے....!"

"بلاشبہ میرا نام یہی ہے....!"

"تب تو مسٹر میوری کے تیور ہی خطرناک تھے۔!"

"میں کسی مسٹر میوری کو بھی نہیں جانتا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔انکی باتوں سے تو معلوم ہوتا تھا جیسے تمہارے خون کے پیاسے ہوں..!"

"چھوڑو ختم کرو....!"

"اس نے کہا ہے کہ ہمیں اس کے اخراجات پر کچھ دن آرام کرنا چاہئے۔!"

"تب تو میاں تم چلتے پھرتے نظر آؤ.... میرے قریب تمہارا پایا جانا تمہارے حق میں بھی مضر ہوگا۔!"

O

جمن نے کمرے میں پہنچ کر بڑی مایوسی سے اپنے شفاف گالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے حالات کو ایک گندمی سی گالی دی اور بستر پر اوندھا لیٹ کر مستقبل کے بارے میں ڈراؤنے خواب دیکھنے لگا۔!

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور جمن اچھل پڑا۔

بڑھ کر ریسیور اٹھایا....دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ظفر الملک صاحب....!"

"نو.... جیمسن اسپیکنگ۔!"

"ہولڈ آن کیجئے....!"

وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑا رہا۔

تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔"ہیلو جیمسن....!"

"ایٹ یور سروس مادام....!"

"سنو اس وقت ظفر ڈائننگ ہال میں اسی آدمی کی ٹیبل پر موجود ہے جس نے پچھلی رات اُسے مصیبت میں پھنسایا تھا....!"

"آپ کون ہیں مادام....؟"

"مسٹر میوری کی سیکرٹری جس نے پچھلی رات تم لوگوں پر تشدد نہیں ہونے دیا تھا۔!"

"اچھا یہ بھی تو تھا آپ ہی نے محترمہ....!"

"خیر ختم کرو.... تمہارا ساتھی جس آدمی کی میز پر اس وقت موجود ہے وہ مسٹر میوری کے کاروباری حریف کا ایجنٹ ہے....اور مسٹر میوری کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُری بات ہے مادام....!" جمن نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"ہے نا....!"

"یقیناً مادام....اس سلسلے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔!"

"کسی طرح اسے باہر لاؤ....!"

"آپ کہاں سے بول رہی ہیں....؟"

"کہیں آس پاس ہی سے....!"

"اچھا....دیکھئے میں کوشش کرتا ہوں۔!"

"مسٹر میوری تمہارے اس کام سے بہت خوش ہوں گے۔!"

"اچھی بات ہے...." جمن نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سُن کر خود بھی ریسیور رکھ دیا۔

اس نے حامی تو بھر لی تھی لیکن سوچ رہا تھا کہ آخر وہ اُسے کس طرح ہوٹل کی عمارت سے باہر لے جا سکے گا۔ اپنی گدی سہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور ڈائننگ ہال کی طرف چل پڑا۔

O

"مسٹر میوری تم سے کیا چاہتے ہیں....؟" ظفر نے خوبرو احمق سے پوچھا۔

"میں کہتا ہوں...تم میرے پاس سے ہٹ جاؤ ورنہ اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں....! تم اپنے بارے میں نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ، لیکن میں تم سے یہ ضرور ہی پوچھوں گا کہ تم نے از راہ خلوص مجھے اپنا گرم سوٹ عطا کیا تھا یا حقیقتاً میری آڑ لے کر اپنی گردن بچانا چاہتے تھے۔!"

"ایک ہی دوسرے ہی سے اس قسم کے سوالات کرے۔ خدا کی شان۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"بھلا ایک ہی سے کسی کی دشمنی کیوں ہونے لگی۔ مسٹر میوری تمہارے خون کے پیاسے کیوں ہیں۔!"

"یقین کرو پیارے کہ یہ نام ہی میرے لئے بالکل نیا ہے۔!"

"اچھا یہ بتاؤ کل تم نے ٹرین پر کسی لڑکی سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کی تھی۔!"

"مم.... مجھے شرم آتی ہے لڑکیوں سے....!" عمران کے چہرے پر چھائی ہوئی حماقت میں شرم کی سرخی کا بھی اضافہ ہو گیا۔

"تمہیں.... شرم آتی ہے....!"

عمران نے بدھوؤں کی طرح سر کو اثباتی جنبش دی اور ظفر اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتا رہا.... پھر دفعتاً جمن کی آمد نے اسے چونکا دیا۔ جمن کے چہرے پر بدحواسی طاری تھی....! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اُسے کوئی بہت ہی خوف ناک اطلاع دینے آیا ہو۔

"کیا بات ہے....؟" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!"

"سوڈا پیو....!"

"کمرے میں چلئے....!"

"کیا بکواس ہے....؟"

"تنہائی ہی کی وجہ سے تو پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔!"

"نہیں میں یہیں بیٹھوں گا۔!"

"اٹھ جایئے خطرہ ہے...." جمن نے فرانسیسی میں کہا۔

"کیسا خطرہ....؟" فرانسیسی ہی میں سوال کیا گیا۔

جمن نے فرانسیسی ہی میں اُسے فون کال کے بارے میں بتایا۔

عمران اس دوران میں بالکل ایسے ہی انداز میں بیٹھا انہیں دیکھتا رہا تھا جیسے وہ گونگے آدمیوں کی بے معنی آوازیں سنتا رہا ہو۔!

ظفر سوچ میں پڑ گیا اور جمن وہیں کھڑا رہا۔ دفعتاً عمران نے اس سے کہا۔ "آپ بھی تشریف رکھئے جناب عالی....!"

"شش شکریہ.... موسیو.... میں ذرا جلدی میں ہوں۔!" جمن نے معذرت طلب انداز میں کہا۔ اور ظفر سے فرانسیسی میں بولا۔ "کیا خیال ہے....؟"

"میرا فرض ہے کہ اس شریف آدمی کو حالات سے آگاہ کر دوں۔!"

"بھیک مانگنے کے لئے تیار رہئے گا۔!"

"کچھ بھی ہو....!"

"اچھی بات ہے.... میں تو کمرے میں واپس جا رہا ہوں۔!"

"بالکل چلے جاؤ....!"

جمن کے چہرے پر جھنجھلاہٹ کے آثار نظر آئے اور وہ بڑی تیزی سے دوسری طرف مڑ گیا۔

عمران پھر صابن کے بلبلے اڑانے لگا تھا۔ ہال کے متعدد لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔

ظفر نے اُسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "تم خطرے میں ہو، میرے دوست....!"

عمران نلکی کو ہونٹوں سے نکال کر مسکرایا اور فرانسیسی ہی میں بولا۔ "تم مجھے باہر لے چلو.... میں چاہتا ہوں کہ تمہاری نوکری پکی ہو جائے۔!"

"اوہ....!" ظفر نے مٹھیاں بھینچ کر طویل سانس لی۔

عمران آہستہ سے بولا۔ "کھڑے ہو جاؤ اور میرا ہاتھ پکڑ کر اس طرح اٹھانے کی کوشش کرو جیسے میں یہاں سے اٹھنے کے سلسلے میں تم سے متفق نہیں ہوں....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس چکر میں پڑ گیا ہوں۔" ظفر کے لہجے میں جھنجھلاہٹ تھی۔!

"تمہاری مرضی.... میں تو تمہارا بھلا چاہتا ہوں۔!" عمران بولا۔

"تو کیا تم میرے ساتھ باہر چلو گے....!"

"یقیناً....!"

"میں تمہیں آگاہ کردوں گا کہ اُن لوگوں کی پچھلی رات والی گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ میوری اُس لڑکی کے ذریعہ تمہیں کسی جال میں پھانسنا چاہتا تھا.... وہ تمہیں صرف اتنی دیر تک الجھائے رکھتی، جتنی دیر میں میوری کے آدمی وہاں پہنچتے....!"

"لڑکیوں سے شرمانا الگ چیز ہے لیکن اُن کے ہاتھوں قتل ہو جانا اُردو شاعری کی بہترین روایات میں سے ہے۔!" عمران مسکرا کر بولا۔

"اچھی بات ہے.... تو اٹھو.... اور چلو میرے ساتھ....!"

ظفر نے اٹھ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور باہر لے جانے کے لئے کرسی سے اٹھانے لگا۔

عمران کے چہرے پر پائی جانے والی حماقت کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

وہ صدر دروازے سے گذر کر باہر نکلے۔!

عمران بلند آواز میں کہہ رہا تھا۔"اگر تم یہاں پہلی بار آئے ہو تو برف باری ہونے تک ٹھہرو.... بڑا مزا آتا ہے۔!"

"میں یہاں قیام کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔" ظفر نے بھی اونچی ہی آواز میں کہا۔"تم سمجھتے ہو کہ میں سردی برداشت نہیں کر سکتا۔ تمہاری اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ اپنی عمر کا بیشتر حصہ سرد ملکوں میں گذارا ہے۔!"

"تم ایک گھنٹے تو کھڑے نہیں رہ سکتے، باہر کی کھلی فضا میں۔!" عمران بولا۔

"یہی ثابت کرنے کے لئے ہم باہر آئے ہیں! بتاؤ میں کہاں کھڑا ہو جاؤں....!"

"اور آگے چلو.... یہاں ہوٹل کی روشن کھڑکیاں تمہارے جسم میں گرمی پہنچا سکتی ہیں۔!"

"میں کہہ چکا ہوں جہاں جی چاہے چلو....!"

وہ چلتے ہوئے ہوٹل سے کافی دور نکل آئے.... روشنی کی حدود سے بھی دور ہو چکے تھے.... ظفر کا دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

آنے والے لمحات معلوم نہیں کن حالات سے دوچار کریں۔

"بس یہیں رُک جاؤ....!" عمران دفعتاً بولا۔

پھر سناٹے میں ایک فائر کی آواز گونجی اور دونوں ہی بڑی پھرتی سے زمین پر لیٹ گئے۔!

چاروں طرف گہری تاریکی تھی اور فائر کی آواز کے بعد سے جھینگروں کی جھائیں جھائیں کچھ اور واضح محسوس ہونے لگی تھی۔!

دفعتاً بائیں جانب سے کسی نے ظفر الملک پر چھلانگ لگائی اور وہ بے ساختہ بول پڑا "ارے ارے یہ میں ہوں....!"

اور اسی بوکھلاہٹ کے عالم میں اُس نے فائروں کی متعدد آوازیں سنیں۔

ظفر الملک پر چھلانگ لگانے والے دو تھے....! ایک نے اسے دبوچ رکھا تھا اور دوسرا اس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں....! اور پھر وہ پوری طرح اپنے گردوپیش سے بے خبر ہو گیا۔

دوبارہ ہوش میں آنے پر اُس نے خود کو اُجالے میں پایا، لیکن اس کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔

وہ اٹھ بیٹھا.... بستر آرام دہ تھا.... دفعتاً پشت سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی.... وہ چونک کر مڑا.... میوری کی سیکرٹری کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔!

ظفر کو تاؤ آ گیا۔ اچھل کر کھڑا ہوتا ہوا بولا۔"تم سب عقل سے کورے ہو۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے ہو گیا۔!" لڑکی نے کہا وہ بھی بہت زیادہ فکر مند معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ ملازمت میری سمجھ میں نہیں آئی.... مس....!"

"تھیلما میرا نام ہے.... جتنی جلد ممکن ہو، یہاں سے چلے جاؤ.... ورنہ مسٹر میوری مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے....!"

"کیا مطلب....؟"

"یہ لوگ اتنے گدھے ثابت ہوئے ہیں کہ....!"

"میری بات کا جواب دو.... یہ کیسی ملازمت ہے۔؟"

"ملازمت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی.... بس تم جلدی سے چلے جاؤ۔!"

"میں تو ہرگز نہیں جاؤں گا۔!"

"پلیز....!" وہ روہانسی ہو گئی۔

"اگر تم نے اس معاملے کو صاف نہ کیا تو....!"

"اچھی بات ہے تو یہاں سے چلو.... تمہارا اس عمارت میں پایا جانا میرے لئے بے حد تباہ کن ثابت ہوگا....!" اس نے ظفر کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

ظفر تقریباً گھسٹتا ہوا عمارت سے باہر آیا تھا۔

"لیکن یہ وہ عمارت تو نہیں تھی جہاں پچھلی رات مسٹر میوری سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

اس نے سوچا کہ اس وقت وہ جہاں بھی جائے گا، راستے اچھی طرح ذہن نشین کرتا رہے گا۔

وہ ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھ گئی.... اور دوسری طرف کا دروازہ اُس کے لئے کھول دیا۔

ظفر اُس کے برابر بیٹھتا ہوا بولا۔ "کیا وقت ہوا ہے، تمہاری گھڑی میں میری گھڑی بند ہوگئی ہے۔!"

"گیارہ....!" تھیلما نے جواب دیا اور گاڑی کا انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر میوری کا غصہ خوف ناک ہوتا ہے....!"

"میں صرف اس بناء پر اُن سے مرعوب ہونا قبول کروں گا کہ مجھے ان کے لئے کام کرنا ہے۔ ورنہ کسی کا بھی غصہ میرے لئے خوف ناک نہیں ہو سکتا۔!"

گاڑی تیز رفتاری سے کسی نامعلوم منزل کی طرف اڑی جا رہی تھی۔!

ظفر پوری طرح ہوشیار تھا کہ راستوں کو سمجھ سکے....! بالآخر گاڑی ایک چھوٹے سے ہٹ کے قریب پہنچ کر رکی۔!

"بس یہیں اترنا ہے....!" تھیلما گاڑی سے اترتی ہوئی بولی اور ظفر کے اترتے اترتے ہٹ کے دروازے تک جا پہنچی۔

ظفر نے قفل میں کنجی گھومنے کی آواز سنی تھی۔! وہ تیزی سے اس کے قریب پہنچا۔

وہ دروازہ کھول چکی تھی۔ اندر اندھیرا تھا۔ تھیلما نے ٹارچ روشن کی اور شمع دان پر رکھی ہوئی تین بتیاں جلائیں، جو اس چھوٹے سے کمرے کو روشن رکھنے کے لئے کافی تھیں۔!

"بیٹھ جاؤ....!" اس نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"یہاں کھانے کو بھی کچھ مل سکے گا۔ یا نہیں....!" ظفر نے بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں.... کیا بھوک لگ رہی ہے....؟"

"رات کا کھانا کس کم بخت کو نصیب ہوا ہے۔!"

"یہ تو بہت بُری سنائی۔!"

"فکر نہ کرو.... میں تو اپنی الجھن رفع کرنا چاہتا ہوں۔!"

"تمہاری الجھن....؟" وہ اُسے غور سے دیکھتی ہوئی طویل سانس لے کر بولی۔ "تمہاری الجھن یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اُسے پکڑنے کی بجائے تمہیں پکڑ لیا۔!"

"نہیں.... مجھے یہاں اس لئے بھیجا گیا تھا کہ میں ایک دوا ساز فیکٹری کو سپروائز کروں گا.... لیکن مجھ سے اس قسم کے کام لئے جا رہے ہیں۔!"

"تمہیں وہی کرنا ہے جس کے لئے آئے ہو یہ تو محض اتفاق تھا۔!"

"اور اب میں ایسے کسی واقعہ سے دوچار نہیں ہونا چاہتا۔!"

"قطعی نہیں.... وہ ایک سنہری موقع تھا اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی تھی۔"

"آخر وہ ہے کیا بلا....؟"

"ایک خطرناک آدمی.... ہمارے باس مسٹر میوری کا جانی دشمن....!"

"لیکن وہ تو بالکل گدھا معلوم ہوتا ہے....!"

"گدھا تو مجھے بھی معلوم ہوتا ہے لیکن مسٹر میوری کا خیال ہے کہ وہ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا ہے.... ہو سکتا ہے ان کا خیال درست بھی ہو۔ اب یہی دیکھو کہ ہمارے آدمی اس کی بجائے تمہیں پکڑ لائے۔!"

دفعتاً دروازہ آواز کے ساتھ کھلا اور دونوں چونک پڑے....!

خوبرو احمق ان کے سامنے کھڑا اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا۔ جیسے غلطی سے کسی اجنبی کے مکان میں داخل ہو گیا ہو۔!

"تم....!" ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تھکا مارا تم نے تو.... پتہ نہیں تم کیسے آدمی ہو....!" احمق نے بُرا مان جانے کے سے انداز میں کہا۔

"کک.... کیا.... مطلب....؟" ظفر ہکلایا۔

"اچھا بھلا رینالڈو میں بیٹھا تھا۔ تم نے ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کے مقابلے کے لئے

دعوت دی.... اور اس طرح بھاگ کھڑے ہوئے۔!"

"تم کہاں تھے....؟"

"میں پہلے وہاں گیا.... باہر کھڑا انتظار کرتا رہا.... تم دونوں باہر نکلے لیکن جب تک میں قریب پہنچا.... گاڑی میں بیٹھ کر.... زوں....!"

ظفر نے تھیلما کی طرف دیکھا۔ وہ اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ چہرہ دھواں ہو گیا تھا۔

"یہ تمہاری وائف ہیں....؟" عمران نے احمقانہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

"نن.... نہیں تو....!"

"تب تو یہ بہت بُری بات ہے....!"

"کیا مطلب....!"

"مطلب جانیں میرے والد صاحب جن کا قول ہے کہ دو جوانوں کو تنہا نہیں ہونا چاہئے۔ زکام ہو جاتا ہو گا غالباً۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو....؟" ظفر جھلا کر بولا۔

"اب تو ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کا مقابلہ ہو کر رہے گا۔ نکلو باہر.... یہ بھی مقابلے میں شریک ہونا چاہیں تو انہیں بھی چیلنج ہے میری طرف سے....!"

تھیلما نے ظفر کی طرف دیکھا۔ لیکن کچھ بولی نہیں۔!

"تم واقعی خطرناک آدمی معلوم ہوتے ہو۔!" ظفر مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "لیکن تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

"میں بگڑی بنانے والوں میں سے ہوں۔ کسی کا کچھ بگاڑنا میرے مسلک کے خلاف ہے۔ کنفیوشس نے کہا تھا.... کیا کہا تھا....؟"

وہ ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر سوچنے لگا.... پھر بولا "کوئی معقول ہی بات کہی ہو گی.... کیا تم لوگ مجھے بیٹھنے کو بھی نہ کہو گے۔!"

"ب.... بیٹھو....!" تھیلما ہکلائی۔

وہ شکریہ ادا کر کے بیٹھ گیا اور جیب سے چیونگم کے پیکٹ نکال کر اُن دونوں کو پیش کئے۔!

دونوں نے شکریے کے ساتھ انکار کر دیا۔

"ہمیں واپس چلنا چاہئے....!" تھیلما کلائی کی گھڑی دیکھتی ہوئی بولی۔

"چلئے....!" عمران کرسی سے اٹھ گیا۔

"کیا مطلب....؟ تھیلما چونک کر بولی۔

"آتے وقت ڈگی میں آیا تھا.... اب پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر چلوں گا....!"

"اوہ.... یعنی کہ ہماری گاڑی.... کی ڈگی میں....!" ظفر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

اور عمران نے مغموم انداز میں سر کو جنبش دے کر کہا۔ "بڑی تکلیف ہوئی تھی۔ بس گٹھڑی بن جانا پڑا تھا۔!"

ظفر اور تھیلما نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر یک بیک ظفر کو غصہ آ گیا۔

"نہیں.... تم ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے۔!"

"فضول باتیں نہ کرو....!" تھیلما تھوک نگل کر بولی۔ "باہر اسکے آدمی موجود ہوں گے۔!"

"آپ کو کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہے محترمہ....!"

دفعتاً تھیلما کھانسنے لگی.... اتنا شدید دورہ تھا کہ کھانستے کھانستے دوہری ہوتی جا رہی تھی۔

ایک بار وہ سیدھی ہوئی تو ظفر بے ساختہ اچھل پڑا۔ کیونکہ اس نے اس کے ہاتھ میں اعشاریہ دو پانچ کا چمکدار پستول دیکھا جس کا رخ عمران کے سینے کی طرف تھا۔

غالباً یہ پستول اس نے کھانستے کھانستے اپنے بلاؤز کے گریبان سے نکالا تھا.... اور شاید کھانسیوں کا یہ دورہ بھی بناوٹی ہی تھا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!" اُس نے عمران سے کہا۔

لیکن عمران احمقانہ انداز میں مسکراتا رہا۔

"میں کہتی ہوں اگر تم نے اپنی جگہ سے جنبش کی تو میں فائر کر دوں گی....!"

ظفر دم بخود کھڑا دیکھتا رہا.... اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔!

اچانک تھیلما نے ظفر سے کہا۔ "اس کے ہاتھ پیر اس کی اپنی ٹائی سے باندھ دو....!"

"ارے.... نہیں.... یہ مذاق کر رہی ہیں۔!" عمران بولا۔

"اس کے کہنے میں نہ آؤ....!" تھیلما غرائی۔ "اگر ہم اس کے ہتھے چڑھ گئے تو پتہ نہیں ہمارا

کیا حشر ہو۔!"

"چکن تکا.... اور شاہی حلیم کھلواؤں گا۔" عمران بڑے خلوص سے بولا۔

"ظفر الملک میں نے تم سے جو کچھ کہا ہے وہی کرو....!" تھیلما پھر غرائی۔

"میں خواہ مخواہ.... یعنی کہ....!" ظفر ہکلا کر رہ گیا۔

"اچھی بات ہے تو پھر میں تم دونوں کو گولی مار کر چپ چاپ یہاں سے چلی جاؤں گی۔!"

پھر اس نے بے دریغ عمران پر ایک فائر جھونک مارا تھا۔

عمران تیورا کر فرش پر گرا۔!

"غضب کر دیا....!" ظفر کی زبان سے بے ساختہ نکلا۔

"خاموش رہو.... اور ادھر آجاؤ....!" اس نے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے قریب کھینچ لے گئی۔ غالباً مقصد یہی تھا کہ اگر کوئی دروازہ کھول کر اندر آئے تو دروازے کی اوٹ میں ہوں۔!

دو منٹ گذر گئے لیکن کوئی بھی اندر نہ آیا۔

"وہ سچ مچ تنہا تھا۔!" تھیلما عمران کی طرف دیکھ کر بولی، جو فرش پر بے حس و حرکت اوندھا پڑا تھا۔

"مم.... میں.... اس قتل کا شاہد ہوں۔!" ظفر بہت ہی گھمبیر لہجے میں بولا اور ساتھ ہی اس نے اس کے پستول پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ تھیلما بے تحاشہ اس سے لپٹ پڑی۔ پستول کے دستے پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔!

ظفر اس کوشش میں تھا کہ اُسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اس سے پستول چھین لے۔

تھیلما پر دیوانگی سی طاری ہو گئی تھی....! ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اس پستول کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے جان تک دے دے گی۔! ظفر پستول چھین لینے کی دھن میں یہ بھی بھول گیا کہ وہاں ایک لاش پڑی ہوئی ہے اور اسے جلد سے جلد وہاں سے نکل جانا چاہئے۔

دفعتاً کمرے کی محدود فضا میں ایک بلند آہنگ قہقہہ گونجا۔ اور وہ جس پوزیشن میں تھے، اسی میں بے حس و حرکت ہو گئے....! کیونکہ یہ آواز عمران کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔!

تھیلما کے ہاتھ سے پستول چھوٹ کر فرش پر گرا۔

پھر ان دونوں نے عمران کو اُسے اٹھاتے بھی دیکھا، لیکن ہکا بکا کھڑے رہے۔!

عمران پستول کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھتا ہوا بولا۔ "کنفیوشس نے یہ ضرور کہا تھا کہ موت خواہ مخواہ نہیں آجایا کرتی۔!"

"تم واقعی خطرناک معلوم ہوتے ہو....!" ظفر آہستہ سے بولا۔

"اب تم اس لڑکی کو اٹھا کر گاڑی تک چلو....!"

"نہیں یہ ناممکن ہے....!"

"میں واقعی خطرناک ہوں مسٹر ظفر الملک....!" عمران نے جیب سے تھیلما کا پستول نکال کر اس کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"لل.... لیکن....!"

"میرا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا.... چلو باہر چلو۔!"

ظفر نے تھیلما کا ہاتھ پکڑ لیا.... تھیلما خاموش رہی، ایسا لگتا تھا جیسے وہ پوری طرح شکست تسلیم کر چکی ہو۔!

وہ دونوں آگے چل رہے تھے اور عمران پیچھے تھا۔ گاڑی کے قریب پہنچ کر اس نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ "اسے بٹھا کر تم اگلی سیٹ پر جاؤ.... لڑکی کنجی۔!"

تھیلما نے پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کنجی اس کے حوالے کی۔ عمران اسی کے برابر بیٹھ گیا تھا اس نے ظفر کو گاڑی کی کنجی دیتے ہوئے کہا۔ "تم ڈرائیو کرو گے....! اور جدھر میں کہوں گا ادھر ہی چلو گے۔!"

"اب میں پاگل ہو جاؤں گا۔!" ظفر بولا۔

"اُے نہیں تم خوش و خرم رہو گے۔ بس دیکھتے جاؤ۔!"

ظفر نے کار اسٹارٹ کی۔!

"بس سیدھے ہی چلتے رہو....!" عمران بولا۔

"کہاں لے جاؤ گے....؟"

"جہاں تمہارا پیٹ بھر سکے۔ میں نے سنا تھا کہ تم نے رات کا کھانا نہ ملنے کی شکایت کی تھی۔!"

تھیلما گم سم بیٹھی رہی.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ اپنے گرد و پیش کا احساس ہی کھو بیٹھی ہو۔!

دوڈھائی میل کی مسافت طے کرنے کے بعد گاڑی ایک دوراہے کے قریب پہنچی ہی تھی کہ عمران بول پڑا۔"بائیں جانب.....!"

"تم کہاں لے جارہے ہو مجھے.....!" دفعتاً تھیلما نے گھٹی گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

"جہاں تم چاہو.....!" عمران کا جواب تھا۔

"وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے اگر میرا بال بھی بیکا ہوا۔!"

"کون.....؟"

"تم ان سے بخوبی واقف ہو۔!"

"لہٰذا وہ بھی مجھ سے بخوبی واقف ہوں گے۔!"

"دیکھو دوست.....!" دفعتاً ظفر بولا"بات کو بڑھانے سے کوئی فائدہ نہیں میں مسٹر میوری سے تمہاری مصالحت بھی کرا سکتا ہوں۔!"

"تم بہت زیادہ بھوکے معلوم ہوتے ہو.....! لہٰذا پہلے چل کر کچھ کھالو پھر مصالحت بھی کرادینا۔!"

"ظفر گاڑی روک دو.....!" تھیلما اچانک سخت لہجے میں بولی۔

"یہاں گاڑی روک کر کیا تمہیں کھائے گا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

پھر ظفر نے گاڑی کی رفتار کم کی ہی تھی کہ عمران نے اسے للکارا"چلتے رہو.....ورنہ میں سچ مچ خطرناک ہو جاؤں گا۔!"

ان اطراف میں دور دور تک آبادی کا نام و نشان نہیں تھا چاروں طرف چٹانیں بکھری پڑی تھیں۔! ایک جگہ عمران نے گاڑی روکنے کو کہا۔

"کیا مطلب.....؟" تھیلما بوکھلا کر بولی۔

"یہیں اترنا ہے۔!"

ظفر نے گاڑی روک لی اور اندر کا بلب روشن کر کے ان کی طرف مڑا۔

"کیا ارادے ہیں.....؟ وہ عمران کو گھورتا ہوا بولا۔

"بس نیچے اُتر چلو.....!"

"سنو.....اس لڑکی پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے تمہیں میری لاش پر سے گذرنا پڑے گا۔!"

"لاحول ولا قوۃ.....!" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔"تم انہیں لڑکی کہتے ہو.....ارے یہ تو بین الاقوامی والدہ محترمہ معلوم ہوتی ہیں۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"مطلب یہ کہ چپ چاپ نیچے اتر جاؤ.....اگر ان محترمہ کی حمایت میں تم سے کوئی حرکت سرزد ہوئی تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہو گے.....اس پستول میں ابھی پانچ گولیاں باقی ہیں۔!"

ظفر کے نیچے اتر جانے کے بعد وہ بھی اترا اور تھیلما سے بھی اترنے کو کہا۔

"مم.....میں۔!"

"ہاں تم.....!" عمران بولا۔"ہم صرف بزنس کی بات کریں گے۔!"

"تھیلما.....!" ظفر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔"جو کچھ میری زبان سے نکلتا ہے اُس پر قائم رہنے کا عادی ہوں۔ میری زندگی میں محال ہے کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکے۔!"

تھیلما کسی قدر پس و پیش کے بعد نیچے اتر آئی۔!

عمران کے داہنے ہاتھ میں اب بھی پستول تھا۔ بائیں ہاتھ سے اس نے پتلون کی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکالی اور بائیں جانب والی ڈھلان میں اس کی روشنی ڈالتا ہوا بولا۔"اسی طرف اتر چلو.....!"

تھیلما ظفر کے شانے سے لگ کر چلنے لگی۔

عمران ان کے پیچھے تھا اور ٹارچ کی روشنی میں انہیں راستہ دکھا رہا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے.....؟" تھیلما منمنائی۔

"فکر نہ کرو.....!" ظفر اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔

ڈھلان ختم ہوتے ہی وہ ایک بڑی سی دراڑ میں داخل ہوئے۔ دراڑ کا خاتمہ ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ تھیلما ہچکچائی لیکن ظفر نے اُس کے شانے پر دباؤ ڈال کر اُسے آگے بڑھا دیا۔

غار بہت کشادہ تھا۔ ٹارچ کی روشنی میں بہتیرے ایسے آثار نظر آئے جن کی بناء پر کہا جاسکتا تھا کہ یہ کسی کی رہائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔

"ذرا وہ موم بتیوں کی روشنی کرو!" عمران نے ایک طرف ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا۔

ظفر آگے بڑھا۔ موم بتیوں کے قریب ہی دیا سلائی کی ڈبیہ بھی پڑی ملی۔!

موم بتیاں روشن کر کے وہ سوالیہ انداز میں عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ عمران نے پیال کے بستر کی طرف اشارہ کر کے کہا "تم دونوں بیٹھ جاؤ۔!"

لیکن وہ جوں کے توں کھڑے رہے۔ عمران نے پستول پھر کوٹ کی جیب میں ڈال لیا تھا۔

دفعتاً غار کے دہانے کی طرف سے آواز آئی۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

وہ چونک کر مڑے۔ تین آدمی دہانے کے قریب کھڑے نظر آئے ایک کے ہاتھ میں ٹامی گن تھی....! اس کا رخ انہیں کی طرف تھا۔

ظفر نے محسوس کیا کہ تھیلما کا چہرہ کھل اٹھا ہے۔

وہ ہاتھ اٹھا کر چیخی....! "ہوشیاری سے اسے گھیر کر باندھ لو....!"

"دوسرا کون ہے مادام....؟" ٹامی گن والے نے پوچھا۔

"یہ.... یہ.... اپنا ہی آدمی ہے.... تم لوگ یہاں کیسے پہنچے۔!"

"ہم تین دن سے اس جگہ کی نگرانی کر رہے تھے....!"

ظفر دو آدمیوں کو عمران کی طرف بڑھتے دیکھ کر خود ایک طرف ہٹ گیا۔ تھیلما بھی پھرتی سے اسی کے قریب آ کھڑی ہوئی۔

"یہ تینوں بہترین لڑاکے ہیں۔!" اُس نے ظفر سے کہا۔

ظفر کی نظریں عمران کے چہرے پر جم کر رہ گئی تھیں۔ عمران کے چہرے پر.... احمقانہ سنجیدگی کے علاوہ اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔

وہ دونوں آدمی عمران کے قریب پہنچ کر رکے اور ایک نے اپنی جیب سے موٹی سی ڈور کا لچھا نکالا.... دوسرا عمران کے پیچھے جا پہنچا اور اس کے دونوں ہاتھ پشت پر لے جا کر باندھنے کے لئے یکجا کرنے ہی والا تھا کہ عمران بڑی پھرتی سے جھکا اور پھر یہ بات کسی کی بھی سمجھ میں نہ آسکی اس کے پیچھے والا آدمی کس طرح اچھل کر ٹامی گن والے پر جا پڑا تھا۔

عمران نے ان دونوں پر چھلانگ لگائی اور زمین پر گری ہوئی ٹامی گن کو سمیٹتا ہوا غار کے دہانے سے نکلا چلا گیا۔

یہ پورا واقعہ ظفر کو ایسا لگا تھا جیسے آنکھوں کے سامنے کوندا سا لپک گیا ہو۔!

وہ لوگ سنبھل کر غار کے دہانے کی طرف جھپٹے لیکن انہیں رک جانا پڑا.... ٹامی گن سے

فائر ہوئے تھے....!

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سبھوں کی عقلیں خبط ہو گئی ہوں، باہر سے عمران کی آواز آئی!" جس نے بھی غار سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔!"

وہ سب جہاں تھے وہیں رک گئے، کسی نے بھی آگے بڑھنے کی جرأت نہ کی۔!

کچھ دیر بعد ظفر کھکار کر بولا۔ "صبح تک کی قید ہوئی۔!"

وہ سب اس کی طرف دیکھنے تو لگے تھے لیکن کوئی کچھ بولا نہیں تھا۔

تھیلما تھوڑی دیر بعد بولی۔ "کیوں قید کیوں....؟"

"اندھیرے میں مر جانے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں۔!"

"تو کیا وہ صبح تک باہر کھڑا رہے گا۔!"

"میرا خیال ہے یہ موم بتیاں بجھا دینی چاہئیں!" ظفر اس کی بات پر دھیان نہ دیتا ہوا بولا۔

لیکن شاید وہ اس پر بھی تیار نہ تھے....! ایسے حالات میں خود تاریکی سے دوچار ہونا کون پسند کرے گا۔!

باہر سے ایک بار پھر ٹامی گن کے گرجنے کی آواز آئی.... اور ان پر موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔! ظفر پیال کے بستر پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔!

ایک طرف لکڑی کا ایک صندوق نظر آیا۔ اسے یاد آیا کہ عمران نے کھانے پینے کا تذکرہ بھی کیا تھا... بس پھر کیا تھا بھوک دوبارہ چمک اٹھی.... اس نے سوچا کھانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا ورنہ وہ تذکرہ کیوں کرتا۔ اس نے اٹھ کر تلاش شروع کر دی اور بالآخر کامیاب بھی ہو گیا۔ لکڑی کے صندوق میں اُسے گوشت اور مچھلی کے کئی ایئر ٹائٹ ڈبے مل گئے۔

اور جب وہ ایک ڈبے کو کھول کر گوشت کے پارچوں پر ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ تھیلما بولی۔

"واقعی تم بھی کم خطرناک نہیں معلوم ہوتے۔!"

"بھوکا مرنا میرے بس سے باہر ہے۔! پیٹ بھر لینے کے بعد ٹامی گن کی گولیاں بھی بُری نہیں لگیں گی۔!"

"تم تینوں یہاں کیسے پہنچے تھے....؟" تھیلما نے انہیں مخاطب کیا۔

"یہاں اس کے ساتھیوں نے بہتیری پناہ گاہیں بنا رکھی ہیں۔ اتفاق سے اس جگہ کا علم ہمیں

ہو گیا تھا۔! لہٰذا کئی دن سے یہاں کی نگرانی کی جا رہی تھی۔!"

"لیکن اس کے باوجود....!" تھیلما نے جملہ پورا نہیں کیا۔!

"بھوت ہے مادام.... ایسا آدمی آج تک ہماری نظر سے نہیں گذرا.... بظاہر کتنا سیدھا سادہ اور معصوم نظر آتا ہے۔!"

"اگر.... مسٹر میوری کو اس شکست کا علم ہو گیا تو....!"

"میں آپ سے یہی کہنے والا تھا مادام.... آپ مسٹر میوری سے اس کا تذکرہ نہ کریں۔ لیکن مادام آپ یہاں کہاں....؟"

تھیلما نے اختصار کے ساتھ اپنی کہانی دہراتے ہوئے کہا "مناسب یہی ہے کہ مسٹر میوری کو کچھ نہ بتایا جائے۔!"

ظفر کے علاوہ اور سب پر بے بسی طاری تھی....! پیٹ بھر لینے کے بعد اس نے ایک سگریٹ سلگائی اور پیال کے بستر پر نیم دراز ہو گیا۔

وہ تینوں اُسے متحیرانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔!

ایک نے آہستہ سے اُس کے بارے میں تھیلما سے پوچھا۔

تھیلما کو اس کے حالات کا جس قدر علم تھا انہیں بتا دیا۔

"کیا خیال ہے مادام....؟" ایک بولا۔ "یہ آدمی اسی کی پارٹی سے تو تعلق نہیں رکھتا۔!"

"اگر ہو بھی تو مسٹر میوری ہی جانیں۔!" تھیلما نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اب وہ تینوں ہی ظفر کو گھورے جا رہے تھے۔

دفعتاً ظفر ان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "وہ گاڑی بھی لے جائے گا.... اور تم لوگ یہی سوچتے رہ جاؤ گے کہ باہر نکلو یا نہ نکلو....!"

"اوہ....!" تھیلما چونک پڑی اور ان تینوں سے مضطربانہ انداز میں بولی۔ "کچھ کرو....!"

"وہ پاگل ہے مادام....!" ایک بولا۔ "یقین کیجئے جو بھی باہر نکلا مارا جائے گا۔!"

"تب پھر آرام سے بیٹھو....!" ظفر لاپرواہی سے بولا۔ "دن نکلنے پر قافلہ پیدل منزل مقصود پر پہنچے گا۔!"

"اچھا تو تم ہی کوئی تیر مار کر دکھاؤ....!" اُن میں سے ایک بولا۔

"ٹھیک ہے....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔ "مجھے ہی کچھ کرنا چاہئے! ورنہ ان خاتون کا پیدل سفر کم از کم میرے لئے بے حد تکلیف دہ ہو گا۔!"

"نہیں....! تم نہیں جاؤ گے....!"

"ہوں.... تو تم بھی سمجھتی ہو کہ میں اس کا آدمی ہوں۔!"

"نہیں قطعی نہیں.... مجھے یقین ہے کہ تم دونوں ہی پارٹیوں کے لئے اجنبی ہو.... لل.... لیکن....!"

"میری فکر نہ کرو.... مار ڈالا گیا تو تم لوگوں کے پیسے ہی بچیں گے۔!"

"تم نہیں جا سکتے....!" تھیلما سخت لہجے میں بولی۔

"میں تمہیں کس طرح یقین دلاؤں کہ میری نظروں میں زندگی کی وقعت نہیں۔ زندہ رہنا ہے تو امن و سکون کے ساتھ زندہ رہو.... ورنہ زندہ رہنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ الجھنوں سے بھرپور زندگی وبال جان بن جاتی ہے۔!"

"یہ فلسفہ پڑھانے کا وقت نہیں ہے.... کوئی ڈھنگ کی بات سوچو....!"

"گانا گاؤں....!"

"کیوں خواہ مخواہ ٹیں ٹیں لگا رکھی ہے۔!" ایک آدمی بگڑ کر بولا۔

"اپنا لہجہ ٹھیک کرو....!" ظفر تن گیا۔

"نہیں تو کیا ہو گا....؟"

"یہ....!" ظفر نے کہہ کر ایک ہاتھ اس کے جبڑے پر رسید کر دیا۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا تھا اور تھیلما "ارے.... ارے" کرتی ہوئی ان کے درمیان آ گئی تھی۔!

"ہٹ جایئے مادام....!" مار کھانے والا غرایا۔

"ہرگز نہیں.... تم باز آؤ.... ان حرکتوں سے....!"

"مادام بہت بُرا ہو گا....!" وہ اپنا جبڑا ٹٹولتا ہوا غراتا رہا۔

"اُوہ....!" تھیلما نے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔ "تم مجھ پر آنکھیں نکالو گے.... ہوش ہے کس سے باتیں کر رہے ہو۔!"

"باس کی داشتہ سے....!"

"میں مسٹر میوری کی سیکرٹری کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔!"

ظفر کی مٹھیاں سختی سے بھنچ گئیں۔

"اچھا اب تم براہِ کرم خاموش ہی رہو۔!" دوسرا آدمی بولا۔ اور تھیلما سے اس نے نرم لہجے میں کہا "مادام یہ ان باتوں کا وقت نہیں ہے۔!" تیسرا آدمی بگڑے ہوئے ساتھی کو دوسری طرف ہٹا لے گیا۔ اور ایک بار پھر غار کی محدود فضا سناٹے میں ڈوب گئی۔

تھیلما اور ظفر پیال کے بستر پر جا بیٹھے.....! تھیلما کا موڈ بہت زیادہ خراب ہو گیا تھا۔!

بیس بائیس منٹ اسی طرح خاموشی سے گذر گئے۔ پھر ظفر آہستہ سے بولا۔ "میں جارہا ہوں۔ ان لوگوں نے سارا کھیل بگاڑ دیا۔!"

"نہیں تم مجھے تنہا نہیں چھوڑو گے.... تمہاری عدم موجودگی میں ان لوگوں پر اعتماد نہیں کر سکتی۔!"

ظفر نے اُسے غور سے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "آدمی ہر حال میں خوش رہ سکتا ہے یہی ایک چیز اس کے بس میں ہے۔!"

"یہاں اس بات کا کیا موقع تھا۔!" تھیلما بولی۔

"موقع محل بھی وہی دیکھا کرتے ہیں جنہیں خوش رہنے کا سلیقہ نہ ہو۔!"

"اب خاموش رہو.....!" تھیلما بیزاری سے بولی۔ "تمہاری آواز بھی بُری لگنے لگی ہے۔!"

ظفر کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نظر آئی تھی اور وہ جیب میں سگریٹ کا پیکٹ ٹٹولنے لگا تھا۔!

وہ تینوں بھی ان سے ذرا فاصلے پر بیٹھ گئے تھے.....! جس سے ظفر کا جھگڑا ہوا تھا۔ وہ اب بھی اُسے رہ رہ کر گھورنے لگتا۔ لیکن خود ظفر اس کے وجود سے اسی طرح بے خبر ہو گیا تھا جیسے کبھی دیکھا ہی نہ ہو.... اب وہ ایک مشہور انگریزی دھن میں سیٹی بجا رہا تھا۔! دفعتاً غار کے باہر سے عجیب قسم کی آوازیں آنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی بہت بڑا ڈرم بلندی سے لڑھکتا ہوا نیچے چلا آرہا ہو۔ اور اس کے وزن سے روڑیاں کڑکڑا رہی ہوں۔ ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ تینوں بھی اٹھ گئے تھے۔ البتہ تھیلما بیٹھی رہی۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔!

پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور ظفر بے ساختہ بولا۔

"تمہاری گاڑی تباہ کر دی گئی۔!"

"ک.... کیا مطلب....؟"

"میرا خیال ہے کہ تمہاری گاڑی میں آگ لگا کر اُسے نیچے دھکیل دیا گیا ہے..... یہ اسی کی ٹنکی پھٹنے کی آواز تھی۔!"

"اب کیا ہوگا....؟" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"میں کہتا ہوں مجھے باہر جانے دو۔!"

"ن.... نہیں....!" تھیلما نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میں چوہوں کی طرح مار لیا جانا پسند نہیں کرتا۔!"

باہر کی روشنی غار کے اندر بھی پہنچنے لگی تھی۔! غالباً ظفر کا خیال درست تھا۔ کار اس غار کے دہانے کے قریب ہی کہیں پڑی جل رہی تھی۔!

تھیلما ان لوگوں کو بُرا بھلا کہنے لگی۔ وہ خاموش رہے لیکن انداز ایسا لگ رہا تھا کہ اگر اور کوئی موقع ہوتا تو وہ اس کے پرخچے اڑا دیتے۔!

کچھ دیر بعد عمران پھر غار کے دہانے پر نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں انہیں لوگوں والی ٹامی گن تھی۔!

"سنو....!" اس نے انہیں اونچی آواز میں مخاطب کر کے کہا۔ "تم یہاں سے باہر نہیں جاسکتے.... لہٰذا اسی غار کو اپنی زندگیوں کا ضامن سمجھو....!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے....!" تھیلما خوف زدہ لہجے میں بول پڑی۔

"ابھی تک تو وہی ہوا ہے جو میں نے چاہا ہے۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....!" ظفر نے پوچھا۔

"مسٹر میوری سے آدھے گھنٹے کی ملاقات اور بس....!"

"یہ غلط ہے....!" تھیلما بولی۔

"وہ کس طرح محترمہ....؟" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتی لیکن مسٹر میوری تمہیں اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں....!"

"وہ کسی وہم میں مبتلا ہیں....! حالانکہ میں انہیں ان کے فائدے کی بات بتانا چاہتا ہوں۔!"

"چلو.... میں ملوادوں گا.... مسٹر میوری سے لیکن تم نے ہماری گاڑی کیوں تباہ کر دی۔!"

"تاکہ تم لوگ یہاں سے نکل بھاگنے کے تصور ہی سے محروم ہو جاؤ۔!"

"آخر ہمیں یہاں قید کیوں رکھنا چاہتے ہو۔!"

"یہ میری ہابی ہے....!"

"کیا مطلب....؟"

"تم سمیت ستائیس آدمی میں نے ان اطراف میں پال رکھے ہیں۔! صبح تمہیں ناشتہ بھی ملے گا، مطمئن رہو....!"

"دیکھو دوست.....! میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ مجھے تم لوگوں کے درمیانی معاملات کا علم نہیں....!"

"پھر کیا کہنا چاہتے ہو....؟"

"کچھ بھی نہیں....!"

"تو پھر آرام کرو.... باہر میرے دو مسلح آدمی موجود ہیں....! وہ بے دریغ فائر کر دیں گے.... اگر کسی نے باہر نکلنے کی کوشش کی....!"

پھر وہ چلا گیا.... ظفر اور تھیلما خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھے جا رہے تھے۔!

اُن تینوں کی زبانیں بھی گنگ تھیں۔ دفعتاً اُن میں سے ایک بولا۔"اب میں یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ اسی نے ہمارے لئے موقع فراہم کیا تھا....!"

"کیسا موقع....؟" دوسرے نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ ہم اس کے ایک چوہے دان سے واقف ہو جائیں جس میں پھانس کر وہ ہمیں مار سکے۔"

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ ظفر اور تھیلما دونوں ہی بیک وقت مسکرائے تھے۔!

لیکن انہیں یک بیک سنجیدہ ہو جانا پڑا۔

اب وہ تینوں آہستہ آہستہ کسی مسئلے پر بحث کر رہے تھے.... اور نظریں چرا چرا کر ان کی طرف دیکھے بھی جا رہے تھے۔!

"ان کے خیالات میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔!" ظفر آہستہ سے بولا۔

"اونہہ جہنم میں جائیں....!"

"ہمیں ہوشیار رہنا چاہئے...! وہ میری طرف سے مطمئن نہیں ہیں مجھ کو اسی کا آدمی سمجھتے ہیں۔!"

"تو کیا تم اُن سے ڈرتے ہو....؟"

"ہر گز نہیں.... مجھے تو تمہارا خیال ہے....!"

"میں اپنی حفاظت کی ذمہ داری تم پر نہ ڈالوں گی اگر کوئی ایسا موقع آیا....!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اتنے میں ایک آدمی اٹھ کر اُن کے قریب آیا اور تھیلما سے بولا۔

"مادام ذرا الگ چل کر میری ایک بات سن لیجئے۔!"

وہ اُسے ظفر سے تھوڑے فاصلے پر لے جا کر آہستہ آہستہ اُس سے کچھ کہنے لگا۔ ظفر کا اندازہ تھا کہ وہ گفتگو اسی کی مخالفت میں ہو رہی ہے لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر واپس آ کر وہیں بیٹھ گئی اور وہ آدمی اپنے ساتھیوں کی طرف چلا گیا۔

ظفر محسوس کر رہا تھا کہ تھیلما میں کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہے۔

"کیا کہہ رہا تھا....؟" ظفر نے اس کی طرف جھک کر آہستہ سے پوچھا۔ لیکن وہ اس سے کچھ اور دور سرک گئی۔!

"اُوہو.... کوئی خاص بات....؟" ظفر نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں تو....!" تھیلما نے خشک لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔"اب میرا جو دل چاہے گا کروں گا۔!"

وہ تینوں بھی اٹھ گئے۔! ظفر سمجھ گیا تھا کہ اس آدمی نے تھیلما کو اُس کے بارے میں کسی نئی غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے۔!

"بیٹھ جاؤ....!" اُن تینوں میں سے ایک نے پیال کے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو....؟" ظفر خشک لہجے میں بولا۔

"ہم تمہیں سمجھائیں گے....!"

"بات بڑھ جائے گی....!" ظفر نے تھیلما کی طرف مڑ کر کہا۔

لیکن تھیلما نے جواب دینے کی بجائے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ ٹھیک اسی وقت ایسا محسوس ہوا جیسے غار میں بیک وقت بے شمار قسم کی آوازیں گونجنے لگی ہوں۔!

کتے بھونک رہے تھے، بلیاں چیخ رہی تھیں، بندروں کی قلقاریاں بھی شامل تھیں، اس شور میں.... ایک بار شیر بھی دہاڑا اور تھیلما اچھل کر ظفر کی طرف دوڑی.... پھر وہ اُسے سنبھال نہ لیتا تو دہشت زدگی کے عالم میں زمین ہی پر چلی آئی ہوتی۔

اُن تینوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آوازیں ہوا کے جھکڑوں کے ساتھ غار میں آرہی ہوں۔

خود ظفر بھی بوکھلا گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کرنا چاہئے۔!

دفعتاً بائیں جانب ایک جگہ ایسی روشنی نظر آئی جو موم بتیوں کی روشنی سے مختلف تھی.... ایسا لگتا تھا جیسے کوئی دراڑ روشن ہوگئی ہو....!

موم بتیوں کی دھندلی روشنی میں غار کے بہتیرے گوشے اُن کی نظروں سے پوشیدہ رہے تھے۔!

اب وہ سب ایک ہی جگہ اکٹھے ہوگئے تھے....! بدلتے ہوئے غیر متوقع حالات نے انہیں غیر شعوری طور پر ایک دوسرے سے قریب ہوجانے پر مجبور کردیا تھا۔!

ظفر بوکھلایا ہوا ضرور تھا لیکن اتنا بھی نہیں کہ ماحول میں تبدیلی محسوس نہ کرسکتا۔ شور آہستہ آہستہ کم ہوتا جارہا تھا۔ لیکن دراڑ میں نظر آنے والی روشنی بتدریج تیز ہورہی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا کہ کچھ دیر بعد اس پر نظر نہ ٹھہر سکے گی۔

"یہ کیا ہورہا ہے.... یہ کیا ہورہا ہے....؟" تھیلما ظفر کا بازو جھنجھوڑ کر بولی۔

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ دراڑ کی بڑھتی ہوئی روشنی کو پر تشویش نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔

اچانک اسی دراڑ سے ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور موم بتیاں بجھ گئیں....! ساتھ ہی دراڑ والی روشنی بھی غائب ہوگئی۔!

سب سے پہلے تھیلما چیخی تھی اور پھر وہ سبھی بالکل ایسے ہی انداز میں چیخنے لگے تھے جیسے انہیں فرنجک ہوگئی ہو۔

ظفر نے جلد ہی اپنے اعصابی انتشار پر قابو پاکر ہونٹ بھینچ لئے لیکن دوسرے بدستور چیختے رہے۔! پھر ظفر انہیں بھی خاموش کرانے کی کوشش شروع کرنے ہی والا تھا کہ کسی نے اس کی کنپٹی پر ایک بھرپور ہاتھ رسید کردیا۔ اندھیرا اور گہرا ہوگیا.... وہ گرا تھا لیکن چوٹ کا احساس کیونکر ہوتا جب کہ گرنے سے پہلے ذہن ہی جواب دے چکا تھا۔

دوبارہ ہوش میں آنے پر اس نے خود کو ایک کرسی پر بیٹھا ہوا پایا تھا اور اس کے چاروں طرف چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر تھیلما پر پڑی اور اس نے محسوس کیا کہ وہ اسے حیرت سے دیکھ رہی ہے۔!

وہ اس کے سامنے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔ ظفر بوکھلا کر کرسی سے اٹھ گیا۔

"ہم کہاں ہیں....؟" اُس نے تھیلما کی آواز سنی۔

چاروں طرف چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور سر پر کھلا آسمان تھا۔ ظفر کے آس پاس اور بھی کئی فولڈنگ کرسیاں پڑی نظر آئیں لیکن وہ خالی تھیں اور آس پاس کچھ اس قسم کا سامان بکھرا پڑا تھا جیسے وہ پکنک پر آئے ہوں....! تھیلما جھپٹ کر اس کے قریب آگئی۔!

"یہ سب کیا ہے ظفر.... ہم کہاں ہیں....؟"

"میں کچھ نہیں جانتا....!" ظفر نے کہا اور یادداشت پر زور دینے لگا۔ پچھلی رات کے واقعات کسی قدر دھندلاہٹ لئے شعور کی سطح پر ابھرنے لگے تھے۔!

کسی نے اس کی کنپٹی پر گھونسا مارا تھا اور وہ بالآخر بیہوش ہوگیا تھا۔ اُس کے بعد سے اَب اُس نے آنکھیں کھولی تھیں۔!

اُس نے تفہیمی انداز میں پلکیں جھپکائیں اور تھیلما کی طرف دیکھا۔!

"م.... میں غار میں بے ہوش ہوگئی تھی کس نے میری کنپٹیاں دبائی تھیں....!" تھیلما بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں یہ سوچ رہا ہوں کہ میں یو.... کے سے واپس ہی کیوں آیا تھا....؟"

"ہم کہاں ہیں....؟"

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔!"

"وہ تینوں کہاں ہیں....؟"

"پتہ نہیں.... لیکن یہ کرسیاں.... اور یہ سامان.... دیکھوں اس باسکٹ میں شاید کھانے کی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔!" ظفر نے کہا اور جھپٹ کر باسکٹ اٹھالی۔!

"اوہو....!" وہ باسکٹ کا ڈھکن اٹھاتا ہوا بولا۔ "بہت کچھ ہے۔ سینڈوچز.... بن.... اور.... بسکٹ....!"

"تمہیں ہر وقت بھوک ہی لگی رہتی ہے۔!" تھیلما بُرا سامنہ بنا کر بولی۔

"ظفر نے ٹوکری نیچے رکھ دی تھی اور اکڑوں بیٹھ کر سینڈوچز پر ہاتھ صاف کرنے لگا تھا۔

"تم بھی لو.....!" وہ جلدی جلدی منہ چلاتا ہوا بولا۔

لیکن تھیلما پریشان نظروں سے چاروں طرف دیکھے جا رہی تھی۔!

چمکیلی دھوپ اچھی لگ رہی تھی، اس وقت..... کم از کم ظفر تو اس دھوپ سے بھی لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لیکن تھیلما خائف بھی تھی اور بہت زیادہ فکر مند بھی۔!

ظفر نے اُسے پھر دعوت دی لیکن وہ بُرا سامنہ بنائے بے تعلقی سے کھڑی رہی۔!

"اچھا تو مجھے..... وہ تھرماس ہی اٹھا دو..... اس میں یقیناً چائے یا کافی ہوگی۔!"

تھیلما نے اُسے تھرماس اٹھا دیا تھا۔ اس میں کافی تھی۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔!" تھیلما بولی۔

"کیوں.....!"

"تمہیں اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کس حال میں ہو اور پیٹ کی فکر پڑ گئی ہے۔!"

"جہاں بھی ہوں زندہ ہوں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"اس سے زیادہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ زندہ ہوں اور زندگی کے وسائل میسر ہوں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کہاں ہوں؟ وقت اور زندگی کے علاوہ اور کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی.....!"

"تم شائد پاگل ہو.....!"

"اور میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میری ہی طرح پاگل ہو جائے۔ زمین کی حد بندیوں کی طرف سے آدمی کا ذہن ہٹ جانا چاہئے۔! بس زندگی اور وقت اور کچھ نہیں..... آدمی کا جسم ہی اس کا وطن ہے، اور ہر آدمی کو ایک دوسرے کے وطن کی حفاظت کرنی چاہئے زمین کی حد بندی کرکے اس کی حفاظت کرنے والے خون کی ہولی کھیلتے ہیں..... میری طرف اس طرح نہ دیکھو..... میں اپنے دور کا پیامبر ہوں..... تمہارے وطن کی حفاظت میرا فرض ہے..... آؤ کچھ کھالو..... ورنہ تمہارے وطن کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔!"

وہ اُسے متحیرانہ نظروں سے گھورتی ہوئی اس کے پاس آکر بیٹھی..... ظفر نے اپنی ہی کاٹی

ہوئی سینڈوچ اس کے ہونٹوں کی طرف بڑھائی اور تھیلما نے یہ دیکھے بغیر کہ وہ اس کی کاٹی ہوئی ہے اس نے کھانا شروع کر دیا تھا۔

"تم میرے نظریہ وطنیت سے متفق معلوم ہوتی ہو۔!" ظفر بولا۔

"اگر ان حالات میں نہ ہوتی تو تمہاری اس اپج سے کافی محظوظ ہوتی۔!"

"حالات بھی دقیانوسی انداز فکر کی پیداوار ہیں۔ مجھے تو آج تک حالات کی پرواہ نہیں ہوئی..... میں خود ہی حالات کا پروردگار ہوں.....!"

"تم ان حالات پر کیوں کر قابو پاؤ گے.....!"

"پا چکا.....!"

"وہ کیسے.....؟"

"دیکھ لو..... تمہاری طرح بسورنے کے بجائے فراخ دلی سے پیٹ بھر رہا ہوں..... کیونکہ وطن کی حفاظت ہر حال میں مقدم ہے۔!"

"تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں۔!"

"آجائیں گی..... پہلے تم اپنا پیٹ بھر لو..... ہر قسم کی باتیں اس وقت سمجھ میں آتی ہیں جب پیٹ بھرا ہو.....!" تھیلما خاموشی سے کھانے لگی۔

ایک بڑا سا پرندہ دیر سے اُن کے سروں پر منڈلا رہا تھا۔ ظفر نے بھنے ہوئے گوشت کا ایک ٹکڑا کافی بلندی پر اس کی طرف اچھالا اور اس نے جھپٹا مار کر اسے اپنے پنجوں میں پکڑ کر پرواز کا رخ بدل دیا۔ اب وہ مشرق کی سمت تیرتا چلا جا رہا تھا۔

"کافی انڈیلوں تمہارے لئے.....!" ظفر نے تھیلما سے پوچھا۔

"انڈیلو.....!"

ظفر نے اتنے اطمینان سے اُس کے لئے کافی انڈیلی تھی جیسے اپنے ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہو۔ مہمان نوازی کی روایات کو مزید زندگی بخش رہا ہو۔!"

"تمہیں شائد میں کبھی نہ بھلا سکوں.....!" تھیلما کچھ دیر بعد بولی۔

"مجھے بھلا بھی دو..... تو کوئی پرواہ نہیں۔ اگر تم میرے نظریہ وطنیت کو دوسروں تک پہنچا سکو تو..... ہمیشہ یاد رکھو..... آدمی کا جسم ہی اس کا وطن ہے اور ایک دوسرے کے وطن کی

حفاظت ہر آدمی کا فرض ہے۔!"

"میں ہمیشہ یاد رکھوں گی....!"

دفعتاً کسی جانب سے نسوانی قہقہے کی آواز آئی.... اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

بائیں جانب والی ڈھلان سے ایک دلکش چہرہ ابھرا تھا، اور انہیں حیرت سے گھور رہا تھا۔!

یہ ایک بڑی خوب صورت سفید فام لڑکی تھی! تھیلما کی دلکشی اس کے آگے ماند پڑ گئی تھی۔!

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ان کے قریب آئی۔ اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا....

وہ دونوں حیرت سے انہیں دیکھتے رہے۔! دونوں ہی کی آنکھوں میں احتجاج بھی تھا۔

تھیلما چوروں کی طرح کھڑی تھی۔ لیکن ظفر اب بھی باسکٹ میں کسی دوسرے آئیٹم کی تلاش میں تھا۔

بوڑھا بھرائی ہوئی آواز میں بولا "ہمارا انتظار تو کیا ہوتا۔!"

اور لڑکی نے آگے بڑھ کر باسکٹ ظفر کے ہاتھ سے چھینتے ہوئے کہا۔ "ہمارے لئے بھی کچھ چھوڑو گے یا نہیں۔!"

"کھانے دو.... کھانے دو....!" بوڑھا سر ہلا کر مشفقانہ انداز میں بولا۔ "بہت بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔!"

تھیلما بوڑھے کے قریب آکر مری مری سی آواز میں بولی۔ "ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں لیکن ہم یہاں پہنچے کیسے....!"

"پہنچے کیسے....؟" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی....! "تم ہی بتاؤ مجھے اس کے بارے میں.... ہم نے تو تمہیں یہاں پڑے دیکھا تھا اور کچھ ایسے لوگوں کی تلاش میں چلے گئے تھے، جو تمہیں اٹھا کر مناسب مقام پر لے چلیں لیکن کوئی ملا نہیں....!"

ظفر نے باسکٹ لڑکی کو دے دی تھی اور اس سے کہہ رہا تھا "میں تمہارا شکریہ ادا نہیں کروں گا کیونکہ یہ میرا حق تھا۔"

"میں نے تو تم سے نہیں کہا کہ تم شکریہ ادا کرو....! میں بھی سمجھتی ہوں کہ ہر ایک کے حصے سے محتاجوں کا حق نکلنا ہی چاہئے۔!"

"یہ تمہارے ڈیڈی ہیں....!" ظفر نے بوڑھے کی طرف دیکھ کر پوچھا۔!

"انکل....!"

انکل کے نام پر بوڑھا چونکا اور ان کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"ہیلو مائی لیڈی ہاؤ ڈو یو ڈو....!"

"تھینکس انکل.... فائن....!"

"تم لوگ یہاں کیسے پہنچے....؟"

"ہمیں کچھ یاد نہیں.... تقریباً سردار گڈھ سے ایک طرف چل نکلے تھے۔ راستے میں رہزنوں نے گھیر لیا۔ ان سے جھگڑا ہوا تھا، پھر کچھ یاد نہیں۔!"

"سردار گڈھ....!" بوڑھے کے لہجے میں حیرت تھی.... "سردار گڈھ تو یہاں سے ڈھائی سو میل کے فاصلے پر ہے۔!"

"اوہ....!" تھیلما کانپ گئی۔!

"یہ آزاد علاقہ ہے.... بہت اچھا ہوا کہ تم لوگوں پر میری نظر پڑ گئی ورنہ تمہیں بڑی پریشانیاں اٹھانی پڑتیں۔ میں یہاں کا واحد ڈاکٹر ہوں اور مقامی لوگ میرا بڑا احترام کرتے ہیں۔!"

ظفر نے تھیلما کی طرف دیکھا اور بے چارگی کے علاوہ اور کچھ نہ دیکھ سکا....!

"ہم اکثر ادھر آتے ہیں۔!" بوڑھا بولا۔ "میرا نام رچمنڈ ہے.... آئیون رچمنڈ.... اور یہ میری بھتیجی کلارا ہے....!"

"میں ظفر ہوں.... اور یہ....!"

"تھیلما....!" تھیلما جلدی سے بول پڑی۔ "ہم دونوں دوست ہیں۔!"

لڑکی نے انہیں گھور کر دیکھا۔

"کلارا....!" بوڑھے نے ہنس کر کہا "تمہیں بہت دنوں سے ہم عمروں کی تلاش تھی.... میرا خیال ہے کہ تمہارا وقت اچھا گذرے گا۔!"

تھیلما دیسی ہی تھی اور کلارا سے اس کی رنگت بہت دبتی ہوئی تھی....! کلارا اس کے مقابلے میں بہت زیادہ جوان بھی تھی....!

"تو آپ لوگ اپنی مصروفیات جاری رکھئے....!" ظفر بولا۔

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے.... ہم کچھ دیر یہاں ٹھہریں گے۔!"

تھیلما کچھ کہتے کہتے رک گئی....! بوڑھا شاید اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ جلدی سے بولا۔ "ہاں... ہاں.... تم مطمئن رہو..... تمہیں بحفاظت سردار گڈھ بھجوانے کی کوشش کی جائے گی۔!"

پھر وہ دونوں بھی باسکٹ سے مختلف چیزیں نکال نکال کر کھانے لگے تھے۔ ظفر تھرماس سے اُن کے لئے کافی انڈیل رہا تھا۔ لڑکی اس میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی تھی۔ ظفر بھی اسی طرح گھلا ملا نظر آرہا تھا جیسے برسوں پرانی جان پہچان ہو.....!

کھاپی لینے کے کچھ دیر بعد بوڑھا کلارا سے بولا۔ "اب ہمیں چلنا چاہئے۔!"

کلارا اٹھ کر کرسیوں کو فولڈ کرنے لگی۔ دفعتاً تھیلما کلارا کو مخاطب کر کے بولی۔ "تم دو ہی تو تھے۔ پھر اتنی کرسیاں کیوں لائے تھے....؟"

"وہ دراصل....! اکثر مقامی لوگ بھی ادھر آنکلتے ہیں اور ہمارے ساتھ ہی وقت گذارنے کی کوشش کرتے ہیں....! پھر یہ کرسیاں اتنی ہلکی ہیں کہ پچاس بھی ہوں تو صرف ایک ہی آدمی انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ آسانی منتقل کر سکتا ہے۔!"

تھیلما نے پُر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی۔

ظفر محسوس کر رہا تھا کہ تھیلما ان لوگوں کے بارے میں شبہے میں مبتلا ہے....! ذہن تو خود اُس کا بھی صاف نہیں تھا۔ لیکن وہ اپنے رویئے سے اُسے ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔

کلارا نے جلدی جلدی کرسیاں فولڈ کر ڈالیں۔ بوڑھے نے ناشتے کی باسکٹ اور تھرماس اٹھائے اور ان تینوں نے دو دو کرسیاں سنبھالیں اور بوڑھے ہی کی رہنمائی میں ایک طرف چلنے لگے۔

ڈھلان سے اتر کر وہ ایسی جگہ پہنچے جہاں ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی....! سامان جیپ پر بار کر دیا اور وہ خود بھی بیٹھ گئے....! لڑکیاں پچھلی سیٹ پر تھیں۔ ظفر بوڑھے رچمنڈ کے پاس بیٹھا تھا۔ دو ڈھائی میل چلنے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں سے گاڑی کے لئے آگے راستہ نہیں تھا۔! بوڑھے رچمنڈ نے انہیں اترنے کو کہا۔ ظفر سوچ رہا تھا کہ اگر یہاں سے کسی طرف پیدل بھی جانا پڑا تو کم از کم تھیلما کے لئے یہ بہت دشوار ہوگا۔

کچھ عجیب سی چٹانیں تھیں....! ایسا لگتا تھا جیسے اُن پر قدم جمانا بھی محال ہوگا۔

پھر وہ سب ہی گاڑی سے اتر گئے تھے....! رچمنڈ نے ظفر سے کہا۔ "ہماری رہائش گاہ زیادہ بڑی نہیں ہے۔ تمہیں بے تکلف مہمانوں کی طرح قیام کرنا پڑے گا۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اگر سرونٹ کوارٹر میں بھی سونا پڑے۔!"

بوڑھے رچمنڈ کی رہنمائی میں وہ پیدل چل پڑے۔ وہ ایک پتلی سی دراڑ میں داخل ہو رہا تھا۔! یکے بعد دیگرے وہ سب اُس میں داخل ہوئے۔ یہ درہ اتنا ہی تنگ تھا کہ دو آدمی برابر سے نہیں چل سکتے تھے۔!

سو ڈیڑھ سو گز تک وہ اندھیرے ہی میں چلتے رہے پھر راستہ کسی قدر کشادہ ہوگیا اور تاریکی دھندلاہٹ میں تبدیل ہوگئی۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ اسی جگہ پہنچ گئے، جہاں سے آسمان بھی نظر آسکتا تھا۔ یہ شائد آدھے مربع فرلانگ کا ایک ٹکڑا تھا جہاں ایک حد تک مسطح زمین تھی.... اور جسے چاروں طرف اونچی اونچی ناقابلِ عبور چٹانوں نے گھیر رکھا تھا۔ یہاں کچھ درخت بھی تھے اور جابجا جھاڑیوں کی شکل میں سبزہ بھی نظر آرہا تھا یہ جنگلی گلاب کی جھاڑیاں تھیں، جن میں کہیں کہیں سفید پھول بھی دکھائی دیتے تھے.... انہیں جھاڑیوں کے درمیان ایک چھوٹا سا مکان نظر آیا.... یہ پتھروں اور لکڑی کے تختوں سے بنایا گیا تھا۔ تعمیر کافی پرانی معلوم ہوتی تھی۔!

یہی بوڑھے رچمنڈ کی قیام گاہ تھی۔! انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھا رچمنڈ یہ کہہ کر چلا گیا کہ اسے ایک مریض کو دیکھنے قریبی گاؤں تک جانا ہے۔

اس کی بھتیجی کلارا ظفر کا دماغ چاٹے جا رہی تھی اور تھیلما رہ رہ کر اُسے اس طرح گھورنے لگتی جیسے ظفر سے اس کا قرب اسے سخت ناگوار ہو۔!

ایک ذرا کلارا اُسے چھوڑ کر ہٹی تھی کہ تھیلما بولی۔ "یہ کیا شروع کر دیا تم نے....؟"

"کیا....؟" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔!

"یہ لوگ ہمارے لئے اجنبی ہیں اور تم سچ مچ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔!"

"وہ بے تکلف ہو رہی ہے تو پھر میں کیا کروں....؟"

"اوہ تو تم ہر ایک سے اسی طرح بے تکلف ہو جاتے ہو۔!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"میں بہت خوش اخلاق آدمی ہوں.... کسی کا دل توڑنا میرے بس سے باہر ہے۔!"

"خیر.. خیر..!" وہ سرد لہجے میں بولی "اب یہ سوچو کہ سردار گڈھ کیسے پہنچیں گے۔ مسٹر میوری مجھے غیر حاضر پاکر نہ جانے کیا سوچیں، میں بہت فکر مند ہوں۔ پتہ نہیں ان لوگوں کا کیا ہوا...!"

"انہوں نے شائد میرے خلاف کوئی سازش تیار کی تھی۔!"

"نہیں تو....!"

"وہ تمہیں الگ لے جا کر کیا کہتا رہا تھا۔!"

"اُوہ.... وہ.... کچھ نہیں....!"

"باتوں میں اڑانے کی کوشش نہ کرو.... اس نے میرے خلاف کوئی ایسی بات کہی تھی کہ تم فوری طور پر مجھ سے بدظن ہو گئی تھیں وہ تو اچانک وہ شور آڑے آیا تھا۔!"

"وہ کیسا شور تھا کیسی روشنی تھی....؟" تھیلما اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے حیرت کا اظہار کرنے لگی.... ظفر شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"تم میری بات کا جواب دینا نہیں چاہتی ہو....!" وہ بالآخر بولا۔ "میں تمہیں اس پر مجبور نہیں کروں گا....! لیکن یہ ملازمت میری سمجھ میں نہیں آ رہی.... پتہ نہیں میرا املازم کس حال میں ہو گا۔!"

تھیلما کچھ نہ بولی.... وہ بہت زیادہ فکر مند نظر آ رہی تھی۔! ظفر نے بھی بات آگے نہ بڑھائی۔ ویسے وہ سوچ رہا تھا کہ اب کسی طرح اس چکر سے نکلنا چاہئے....! آخر عمران چاہتا کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ اسی کی حرکت معلوم ہوتی ہے، ورنہ اس غار سے یہاں تک کیسے پہنچتے۔!"

دفعتاً کلارا پھر اس کمرے میں داخل ہوئی اور ظفر کی طرف دیکھ کر بولی۔ "میں لنچ تیار کرنے جا رہی ہوں.... کیا تم باورچی خانے میں آ کر میرا ہاتھ بٹاؤ گے....؟"

"ضرور.... ضرور....؟" ظفر اٹھ گیا.... تھیلما اُسے گھورتی رہی لیکن جب وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تو بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "تم بیٹھو میں جا رہی ہوں اس کے ساتھ....!"

"نہیں تم نہیں.... تم بہت زیادہ تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہو آرام کرو!" کلارا ہنس کر بولی۔

"ہاں.... ہاں.... تم چلو....!" ظفر چل پڑا اور مڑ کر تھیلما کی طرف دیکھا تک نہیں۔

وہ بیٹھی بل کھاتی رہی۔!

O

وہ رات انہوں نے وہیں گذار دی تھی....! دو کمروں کا مکان تھا اور چاروں آدمی ایک ہی کمرے میں سوئے تھے....! صبح ناشتے پر تھیلما بہت زیادہ برافروختہ نظر آئی۔ وہ بوڑھے

ے بار بار کہہ رہی تھی کہ انہیں واپس بھجوانے کا انتظام فوراً کر دیا جائے۔

"ہمارے متعلقین ہمارے لئے پریشان ہوں گے....!" اس نے کہا۔

"بھئی میں کوشش کر رہا ہوں، دو آدمی مل جائیں تو....!"

"دو آدمی.... کیسے آدمی....؟" ظفر احمقانہ انداز میں بولا۔

"ناشتے کے بعد.... میں ان کی تلاش میں جاؤں گا.... تم لوگ تیار رہنا۔!"

"میں بھی چلوں گی انکل.... مجھے بستی سے تھوڑی ترکاریاں خریدنی ہیں....!" کلارا بولی اور ظفر کی طرف دیکھنے لگی انداز ایسا ہی تھا جیسے اسے بھی ساتھ لے جانا چاہتی ہے۔

تھیلما نے فوراً ظفر کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور بولی۔ "واپسی کا سفر میری دانست میں آسان نہ ہو گا۔ لہٰذا تمہیں آرام کرنا چاہئے۔!"

اور اس نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ تھیلما کو تنہا نہ چھوڑے، ان دونوں کے چلے جانے کے بعد تھیلما بولی۔ "تم جیسا آدمی بھی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"اور عمران جیسا آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا.... آخر وہ چاہتا کیا ہے۔!"

"تم نے سنا نہیں تھا.... وہ مسٹر میوری سے ملنا چاہتا ہے۔!"

"یہ بات میری بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ ویسے تم نے اُسے کہتے سنا ہو گا کہ اس نے ہمارے بہت سے آدمی پکڑ لئے ہیں۔!"

"میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ دونوں ہی پارٹیاں بدمعاشوں کی پارٹیاں ہیں....!"

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی تیز لہجے میں بولی۔

"ارے پکڑ دھکڑ کوئی شریفوں کا شیوہ ہے اس نے تمہارے آدمی پکڑ رکھے ہیں اور تم اُسے پکڑ لینے کے چکر میں ہو۔ اگر کسی کو کسی کے خلاف کوئی شکایت ہے تو وہ قانون کو متوجہ کرے۔ قانون کو ہاتھ میں لینا اچھے آدمیوں کا کام تو ہو نہیں سکتا۔!"

"یہی تو میں بھی سوچتی ہوں....!" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی اور اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔

دفعتاً کسی نے دروازے کو دھکا دیا اور اندر گھستا چلا آیا۔ وہ دونوں اس کی صورت دیکھ کر اچھل پڑے اور بیک وقت ان کی زبانوں سے نکلا "عمران"۔

"کچھ کھانے وانے کو ہو تو لاؤ۔!" عمران ان کی طرف توجہ دیئے بغیر لاپرواہی سے بولا۔

ظفر نے جھپٹ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"ارے.... ارے.... یہ کیا.... ہائیں....! اُے تم تو وہی معلوم ہوتے ہو.... اوہو مادام تھیلما.... خیر.... خیر.... میں بہت بھوکا ہوں۔ سمجھا تھا کوئی شریف آدمی یہاں رہتا ہوگا۔!"

"میں تمہیں جان سے ماردوں گا ورنہ ہمیں سردار گڈھ پہنچاؤ۔" ظفر اس کے گریبان کو جھٹکا دیتا ہوا بولا۔

عمران نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بہ آہستگی اپنے گریبان سے ہٹا دیا۔ ظفر کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کا ہاتھ کسی آہنی گرفت میں ہو، لیکن عمران کے چہرے پر وہی کھلنڈرے پن کے تاثرات نظر آئے۔ ناگواری کی ہلکی سی جھلک بھی اس کی آنکھوں میں نہیں تھی۔

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟" تھیلما بولی۔

"کہہ چکا ہوں کہ مسٹر میوری کو مجھ سے ملنا ہی پڑے گا۔!"

"تو تم ان سے کہو ہم لوگوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔!"

"میں چاہتا ہوں کہ وہ خود ہی مجھ سے ملنے کی خواہش کریں۔!"

"اچھی بات ہے میں کوشش کروں گا۔" ظفر سر ہلا کر بولا۔

"خیر تم یہ کام کر دینا.... اور تھیلما دوسرا کام کریں گی، میرے لئے....!"

"کون سا.... کام؟" تھیلما چونک کر بولی۔

"میں تم سے مسٹر میوری کی دواساز فیکٹری کا پتہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔!"

"مم.... میں کیا جانوں....؟"

"تم ان کی سیکرٹری ہو.... تمہیں ہر حال میں معلوم ہونا چاہئے۔!"

"مسٹر عمران مجھے حیرت ہے....!" ظفر بولا۔

"کس بات پر حیرت ہے تمہیں عزیز از جان....!"

"فیکٹری کسی چوہے کے بل میں تو ہوگی نہیں کہ آپ پتہ پوچھ رہے ہیں۔!"

"اتفاق سے وہ چوہے کے بل ہی میں واقع ہوئی ہے اور عنقریب تم بھی اسی بل میں پہنچ جاؤ گے۔!"

"کیا مطلب....!"

"پہلے میں تھیلما سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں....!"

"مجھے کسی دواساز فیکٹری کا علم نہیں۔!"

"پھر تم نے کس طرح باور کر لیا کہ ظفر کسی دواساز فیکٹری میں کام کرنے کے لئے ملازم رکھا گیا ہے۔!"

"میں ظفر کے بارے میں بھی اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مسٹر میوری نے ان کے قیام کا انتظام ایک ہوٹل میں کرایا تھا۔!"

"اور تم نے ان کے ذریعہ مجھے پھانسنے کی کوشش کی تھی۔!"

ظفر نے پھر کچھ بولنا چاہا لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتا ہوا بولتا رہا۔

"یہ صاحب زادے مجھے ٹھنڈک میں کھڑے رہنے کے مقابلے کا چیلنج دے کر ہوٹل سے باہر لے گئے تھے.... ہاں اب بولو عزیز القدر.... کیا کہنا چاہتے ہو....!"

ظفر صرف ہکلا کر رہ گیا۔ تھیلما سختی سے ہونٹ بھینچے عمران کو گھورے جا رہی تھی۔

"ہاں... اب بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!" عمران ظفر کے چہرے کے قریب ہاتھ لہرا کر بولا۔

"کچھ.... نہیں....!"

"تم نے کیمسٹری میں ماسٹرس ڈگری لی تھی۔!" عمران جیب سے پلاسٹک کی ایک ڈبیہ نکالتا ہوا بولا۔ "ذرا دیکھنا تو اس سیال کی خوشبو کن چیزوں کا مرکب ہو سکتی ہے....؟"

ظفر ڈبیہ اس کے ہاتھ سے لے کر اس کا پیچ دار ڈھکن کھولنے لگا....!

ڈھکن کھلتے ہی تیز قسم کی خوشبو سارے کمرے میں پھیل گئی....! ڈبیہ اس کے چہرے کے قریب ہی تھی....! اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ خوشبو بڑی برق رفتاری سے اس کے حواس پر حملہ آور ہوئی ہو....! سر چکرایا اور پھر اُسے گرد و پیش کی خبر نہ رہ گئی۔! بڑی تیزی سے پورا ماحول دھندلا گیا تھا۔

دوبارہ ہوش آنے پر اُس نے ڈاکٹر رچمنڈ کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا۔

وہ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا....!

"تمہیں کیا ہوا تھا۔ لڑکی کہاں ہے....؟" ڈاکٹر رچمنڈ نے اُس سے پوچھا۔

"لڑکی....؟" ظفر نے بستر سے چھلانگ لگاتے ہوئے بوکھلا کر دہرایا.... وہ تھیلما کو آوازیں دیتا ہوا ادھر اُدھر دوڑتا پھر رہا تھا۔

ڈاکٹر رچمنڈ اور کلارا اس کے پیچھے تھے۔! وہ ایک جگہ ٹھوکر کھا کر گرا اور کلارا اور رچمنڈ بھی پہنچ گئے....! دونوں نے سہارا دے کر اُسے اٹھایا اور ظفر جلدی جلدی، بولنے لگا۔

وہ ان دونوں کو بتا رہا تھا کہ کس طرح اُنہی ڈاکوؤں میں سے ایک آدمی گھر میں گھس آیا تھا، جنہوں نے پہلے انہیں پریشان کیا تھا۔

"تو لڑکی کہاں ہے....؟" بوڑھا رچمنڈ متحیرانہ لہجے میں بولا۔

"پتہ نہیں.... اس نے مجھے بیہوشی لانے والا کوئی سیال سنگھا دیا تھا۔ مجھے پتہ نہیں کہ تھیلما پر کیا گذری....!"

وہ ایک پل خاموش رہ کر پھر تھیلما کو پکارنے کے سلسلے میں حلق پھاڑنے لگا۔

یک بیک سناٹے میں ایک نسوانی چیخ دور تک لہراتی چلی گئی....!

"وہ.... اُدھر.... اُدھر سے آواز آئی ہے....!" کلارا ایک جانب ہاتھ اٹھا کر بولی اور ظفر ادھر ہی دوڑتا چلا گیا۔

آواز پھر سنائی دی تھی.... ایک قد آدم چٹان کے پیچھے تھیلما نظر آئی تھی.... ایک آدھے کٹے ہوئے درخت کے تنے سے اُسے جکڑ دیا گیا تھا۔ ظفر کو دیکھتے ہی وہ بلبلا کر رو پڑی۔

"اوہ.... تم.... ڈرو نہیں.... اب میں اسے جان سے مار دوں گا۔!" ظفر رسی کے بل کھولنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔

اتنے میں کلارا اور رچمنڈ بھی وہاں آ پہنچے....! انہوں نے سہارا دے کر اسے اس جھاڑ جھنکاڑ سے باہر نکالا.... اور سہارا ہی دیئے ہوئے گھر کی طرف چل پڑے۔!

ظفر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ تھیلما سے کیا پوچھے۔ اس وقت اگر عمران مل جاتا تو یہ سوچے بغیر کہ خود اس کا حشر کیا ہوگا اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتا۔

وہ تھیلما کو گھر میں لائے اس سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرتے رہے لیکن اس کی تو جیسے زبان ہی گنگ ہو گئی تھی....! ایسی چپ سادھی کہ ڈاکٹر رچمنڈ کو ظفر کو الگ لے جا کر کہنا پڑا۔ "شاید وہ ذہنی توازن کھو بیٹھی ہو۔!"

"پتہ نہیں انہوں نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا ہو....؟"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں....؟"

"میں نے تم لوگوں کے بھجوانے کا انتظام کر لیا ہے....!"

"میں اب کہیں نہ جاؤں گی۔!" تھیلما کی آواز آئی۔ وہ چونک کر مڑے۔

تھیلما دروازے میں کھڑی نظر آئی اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

"کیوں.... کیا بات ہے.... مجھے بتاؤ بیٹی....!" بوڑھے رچمنڈ نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے مشفقانہ انداز میں کہا۔

"کچھ نہیں.... کچھ بھی نہیں.... کچھ دن یہاں قیام کرنا چاہتی ہوں۔!"

"خیر.... خیر.... تمہارا گھر ہے.... جب تک چاہو رہو....! لیکن اُس نے تمہیں وہاں لے جا کر باندھا کیوں تھا....؟"

"میں کچھ نہیں جانتی.... اس نے ظفر کو کوئی چیز سنگھائی تھی....! پھر مجھ پر جھپٹا تھا میں بیہوش ہو گئی تھی، ہوش میں آنے پر خود کو وہاں بندھا ہوا پایا۔!"

"وہ ڈاکو تم لوگوں سے کیا چاہتے ہیں۔!" بوڑھا رچمنڈ ظفر کی طرف مڑا۔

"پتہ نہیں.... جو کچھ ہمارے پاس تھا پہلے ہی چھین لیا تھا۔!"

"بڑی عجیب بات ہے! اب مجھے اس مکان کی حفاظت کیلئے پہاڑیوں کی مدد لینی پڑے گی۔!"

"مجھے ڈر لگ رہا ہے انکل....!" کلارا کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

"نہیں تم ڈرو نہیں.... ابھی میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنا دم ہے کہ تم لوگوں کی حفاظت کر سکوں....!" بوڑھے نے بڑے جوش سے کہا۔

"ڈاکو نے تمہیں مارا پیٹا تو نہیں تھا۔!" کلارا نے تھیلما سے خوف زدہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے کچھ یاد نہیں.... کچھ بھی نہیں۔!"

"تمہیں آرام کی ضرورت ہے.... چلو لیٹ جاؤ....!" بوڑھا رچمنڈ بولا۔ پھر وہ چچا بھتیجی ان لوگوں کو وہیں چھوڑ کر دوسری طرف چلے گئے تھے۔!

ظفر خاموش کھڑا تھیلما کو دیکھے جا رہا تھا۔!

"تم پر.... کیا گذری....!" تھیلما نے آہستہ سے پوچھا۔

"کچھ نہیں.... میں یہاں بیہوش پڑا تھا۔!"

"اس نے مجھے بے ہوش نہیں کیا تھا۔ بس کمر پر لاد کر ادھر لے بھاگا تھا۔!"

"تم نے شور نہیں مچایا تھا۔!"

"بہت چیخی تھی.... مگر دور دور تک کسی کا پتہ نہیں تھا۔!"

"پھر....؟"

"اس نے مجھے باندھ دیا... اور.... اور اب اس دنیا میں تمہارے علاوہ میرا اور کوئی نہیں؟"

"باندھ دینے کی وجہ....؟" ظفر نے بوکھلا کر پوچھا۔

"میرا مذاق نہ اڑاؤ....!" وہ روہانسی ہو گئی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں....!" وہ اس کا شانہ تھپکتا ہوا بولا۔ "لیکن تم یہاں سے جانا کیوں نہیں چاہتیں۔!"

"میں کیا بتاؤں.... وہ عمران بڑا بھیانک آدمی ہے....! اس نے مجھے درخت سے باندھ کر اپنے تھیلے سے ایک ڈبہ نکالا جس میں بڑے خوف ناک بچھو تھے....! اس نے انہیں زمین پر ڈال دیا تھا اور وہ رینگتے ہوئے میری طرف بڑھنے لگے تھے....! پھر اس نے مجھ سے وہی سوال کیا۔!"

"کون سا سوال....؟"

"دواساز کارخانے کے متعلق....!"

"اچھا تو پھر....!"

"میں نے اسے اس کا پتہ بتا دیا....!"

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے....؟"

"تم نہیں سمجھ سکتے....! کارخانے کے محل وقوع کا علم میرے اور مسٹر میوری کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔!"

"تم غلط کہہ رہی ہو...! یہ کیونکر ممکن ہے...! وہاں کام کرنے والے بھی واقف ہوں گے۔!"

"لیکن کارخانے سے نکل کر بیرونی دنیا سے رابطہ قائم نہیں کر سکتے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"وہاں کے وہ قیدی ہیں....! انہیں آسمان دیکھنا نصیب نہیں ہوتا اور تم بھی وہیں بھیج

دیئے جاتے...!"

"اوہ....!" ظفر کا حیرت سے منہ کھلا رہ گیا!

"تمہیں وہاں ساری آسائشیں میسر ہوتیں لیکن تم آسمان نہ دیکھ سکتے.... کبھی کھلی فضا میں نہ آ سکتے....!"

"خدا کی پناہ....!" ظفر سناٹے میں آگیا۔

تھیلما چند لمحے خاموش رہ کر گلوگیر آواز میں بولی۔ "اس نے مجھ سے پتہ معلوم کر لیا ہے۔ اب اگر اس کی رسائی وہاں تک ہو جاتی ہے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ میں ہی اس کی معلومات کا ذریعہ بنی ہوں۔!"

ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سر کو تفہیمی جنبش دی۔! اور پھر تھیلما کپکپاتی ہوئی آواز میں کہتی رہی۔ "میوری مجھے زندہ نہ چھوڑے گا۔ نہیں اب میں اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی۔!"

"دواساز کارخانے میں کیا ہو رہا ہے۔ اتنی رازداری کے ساتھ....؟" ظفر نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں جانتی۔!"

"عمران کیا چاہتا ہے....!"

"اس کے بارے میں میں نے غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ مسٹر میوری اُسے مقامی پولیس سے متعلق سمجھتے ہیں۔!"

"اوہ....!" ظفر کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آنے لگے۔!

"اور وہ اس کے ڈر سے اپنی قیام گاہیں بدلتے رہتے ہیں۔!"

"کیا وہ کوئی پولیس آفیسر ہے....؟"

"مجھے اُس کے بارے تفصیل سے کچھ نہیں معلوم لیکن اتنا جانتی ہوں کہ وہ مسٹر میوری کے اعصاب پر بری طرح سوار ہے۔!"

"کتنا اچھا ہوا کہ مجھے قبل از وقت علم ہو گیا۔!"

"لیکن اب تم ہی کیا کر لو گے.... میوری کا عتاب تم پر بھی نازل ہو گا۔!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں....! قوانین کا احترام میرا جزو ایمان ہے اب میں دیکھوں گا کہ عمران کے لئے کیا کر سکتا ہوں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اگر یہ مسٹر میوری کوئی غیر قانونی کام کر رہا ہے تو میرا فرض ہے کہ قانون کا ساتھ دوں۔!"

"احمقوں کی طرح نہ سوچو.... میوری بہت خطرناک آدمی ہے بہتر ہوگا کہ ہم دونوں سردار گڈھ کی بجائے کہیں اور چلے جائیں۔!"

"وہ میرے ملازم کو پریشان کرے گا۔ میں اسے سردار گڈھ میں تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔!"

تھیلما کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ سُت کر رہ گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کی بیمار ہو....!"

ظفر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اس نے میوری کی قیام گاہوں کے بارے میں بھی پوچھا ہوگا۔!"

"نہیں صرف فیکٹری کے بارے میں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے....! اس کا تو یہی مطلب ہوا کہ وہ ان ساری قیام گاہوں سے واقف ہے.... ورنہ فیکٹری کا پتہ لگا لینے کے بعد وہ اُسے کہاں ڈھونڈتا پھرے گا۔!"

"بہر حال.... میری ہی طرح تم بھی خطرے میں ہو.... اب اُسے یقین آجائے گا کہ تم عمران سے ہی تعلق رکھتے ہو....!"

"ٹھہرو....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے سوچنے دو۔!"

تھیلما نڈھال سی ہو کر ایک اسٹول پر بیٹھ گئی اور ظفر اس کے قریب کھڑا سوچتا رہا.... اگر عمران مقامی پولیس سے تعلق رکھتا ہے تو تھیلما کو گرفتار کر کے ساتھ کیوں نہ لے گیا.... کیونکہ وہ تو.... میوری کے خلاف ایک گواہ کی حیثیت رکھتی ہے۔!"

دفعتاً اس نے تھیلما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر یہی سوال دہرایا۔!

"میں کیا بتاؤں....؟ مجھے خود بھی حیرت ہے....!" تھیلما بولی۔

"اچھی بات ہے.. تو ہمیں سردار گڈھ واپس چلنا چاہئے۔!" ظفر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"میں اپنی موت کو دعوت نہیں دے سکتی۔!"

"قانون سے بچے بچے پھرنے میں بھی زندگی جہنم ہی بن جاتی ہے... وعدہ معاف گواہ بن کر تم باعزت زندگی گذار سکو گی۔!"

"لیکن میں یہ تو نہیں جانتی کہ وہاں کیا ہو رہا ہے....!"

"یقیناً وہ فیکٹری غیر قانونی طور پر قائم کی گئی ہے ورنہ اتنی رازداری کی کیا ضرورت تھی۔!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"جب آدمی ایسی ذہنی کیفیت میں مبتلا ہو تو پھر اُسے دوسروں پر اعتماد کرنا چاہئے۔!"

"میں کیا کروں....؟"

"مجھ پر اعتماد کرو.... حتی المقدور تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچنے دوں گا۔"

اتنے میں بوڑھا رچمنڈ پھر کمرے میں واپس آیا۔

"ہاں تو پھر.... چلو.... میں تم لوگوں کو وہاں تک پہنچا دوں۔!"

"کہاں تک....!" ظفر نے پوچھا۔

"جہاں سے وہ لوگ تمہیں سردار گڈھ لے جائیں گے....!" رچمنڈ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ظفر کو الگ لے جا کر کچھ کہنا چاہتا ہو....! ظفر اس کے پیچھے باہر چلا آیا۔

"کیا بتایا اس نے....!" دفعتاً رچمنڈ نے اس کی طرف مڑ کر پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں....!"

"مطلب یہ کہ اُسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا۔!"

"پہنچا بھی ہوگا تو مجھے کیوں بتائے گی۔!"

"ہوں.... اوں....!" وہ پر تشویش انداز میں سر ہلا کر رہ گیا پھر بولا "بہتر ہوگا کہ تم لوگ جلد از جلد یہاں سے چلے جاؤ، پتہ نہیں وہ کون ہیں اور تم سے کیا چاہتے ہیں۔!"

"کاش مجھے معلوم ہوتا کہ اب وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ نقدی تو پہلے ہی چھین چکے تھے۔!"

"لڑکی یہاں سے جانے پر کیوں رضامند نہیں۔!"

"یہ بھی میں نہیں جانتا....! میرے خیال سے خائف ہے سوچتی ہوگی کہیں راستے میں پھر ان سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔!"

بات یہیں ختم ہوگئی تھی....! ظفر نے تھیلما کو بتایا تھا کہ بوڑھا رچمنڈ بھی خائف معلوم ہوتا ہے اور نہیں چاہتا کہ اب ہم لوگ یہاں ٹھہریں....!

"میں دن کے اُجالے میں سردار گڈھ نہیں پہنچنا چاہتی۔" تھیلما بولی۔

"تم چلو تو..... میں اس کا بھی انتظام کرلوں گا۔!"

پھر بوڑھے رچمنڈ نے انہیں جیپ پر بٹھایا تھا اور اسی راستے سے ان کی روانگی ہوئی تھی جس سے اس مکان تک پہنچے تھے۔!

جیپ میں کلارا بھی موجود تھی۔ اس نے ان کی اتنی جلد روانگی پر کئی بار افسوس ظاہر کیا تھا۔

"وہ آدمی قابل اعتماد ہے.....!" رچمنڈ بولا۔

"کون آدمی.....؟" ظفر نے پوچھا۔

"جو سردار گڈھ تک تمہیں پہنچائے گا۔! وہاں تم بھی رک کر کارواں کا انتظار کرنا۔!"

"کارواں.....؟"

"ہاں..... چھوٹے چھوٹے کارواں ہر وقت ہی گذرا کرتے ہیں۔!"

"پیدل.....!" ظفر نے بوکھلا کر پوچھا۔ "کیا ہمیں پیدل چلنا پڑے گا۔!"

"ضروری نہیں..... اُن کے ساتھ خچر بھی ہوتے ہیں۔!"

"اتنا طویل سفر.....!" تھیلما خوف زدہ لہجے میں بولی۔ "مجھ سے تو ممکن نہیں۔!"

"اس سے زیادہ تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔!" رچمنڈ نے کہا۔

جیپ اونچے نیچے راستے پر چلتی رہی۔!

"وہ دیکھو.....!" کچھ دور چلنے کے بعد رچمنڈ نے کہا۔ "وہ آدمی وہاں کھڑا ہے۔!"

"وہ تو کافی اونچائی پر ہے۔!"

"ہاں آں..... راستہ دوسری طرف ہے۔!" رچمنڈ نے کہا اور گاڑی روک دی۔

ظفر حیرت سے اسے دیکھتا رہا کیونکہ اب اس کے لہجے میں پہلا سا تپاک نہیں رہا تھا۔

"جلدی..... کرو..... اُتر جاؤ..... مجھے جلدی ہے۔ خدا حافظ۔!"

ظفر اور تھیلما نے بے بسی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

کلارا بھی اب کچھ نہیں بول رہی تھی۔

بالآخر دونوں گاڑی سے اُتر گئے۔! اور رچمنڈ نے انہیں خدا حافظ کہتے ہوئے گاڑی موڑ دی۔ دونوں ہی دور ہوتی ہوئی جیپ کو بے بسی سے دیکھتے رہے پھر جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تو اونچائی پر کھڑے ہوئے آدمی کی طرف متوجہ ہوئے۔! لباس سے مقامی ہی معلوم ہوتا تھا۔

بلندی زیادہ نہیں تھی وہ بہ آسانی اس تک پہنچ سکتے تھے.....! تھوڑا ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد ظفر نے محسوس کیا کہ وہ انہیں حیرت سے دیکھ رہا ہے۔!

اُوپر اس کے قریب پہنچ کر ظفر نے پوچھا۔ "ہمیں کتنی دیر انتظار کرنا پڑے گا۔" وہ کچھ نہ بولا۔ لیکن اُس کی آنکھوں کے سوالیہ انداز سے ظفر کو وحشت ہی ہوئی تھی۔ اس نے پھر اپنا سوال دہرایا اور پھر تو ان کے پیروں تلے سے زمین ہی نکل گئی تھی۔!

وہ بولا تھا..... لیکن حلق سے بے ہنگم سی آوازیں نکل کر رہ گئی تھیں۔ وہ گونگا تھا..... اور قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کے بارے میں کچھ جانتا ہے کیونکہ اس کی آنکھوں کا متحیرانہ انداز بدستور قائم تھا۔ انہوں نے نیچے ڈھلان میں کچھ بھیڑیں بھی چرتی دیکھیں۔!

"چوٹ ہوگئی.....!" ظفر کراہا۔

"کیا مطلب.....؟" تھیلما بہت زیادہ بوکھلا گئی تھی۔

"وہ ہمیں دھوکہ دے گیا۔ یقین کرو کہ وہ بھی عمران ہی کا کوئی آدمی تھا اور یہ ڈرامہ اس لئے اسٹیج کیا گیا تھا کہ تم سے کارخانے کا پتہ معلوم کیا جائے۔!"

تھیلما سر تھامے ہوئے وہیں ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔! گونگا انہیں حیرت سے دیکھے جارہا تھا۔

"اب کیا کریں، کدھر جائیں.....؟" ظفر کچھ دیر بعد بولا۔

آہستہ آہستہ دن ڈھلتا جارہا تھا۔

"بوڑھا سخت مردود ثابت ہوا۔!" تھیلما بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔

"اب اُسے گالیاں دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔!"

"پھر کیا کریں.....؟" تھیلما جھنجھلا گئی۔

"ٹھہرو..... میں کوشش کرتا ہوں کہ اس گونگے سے کچھ معلوم کروں۔!"

پھر وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اس سے اشاروں میں پوچھتا رہا تھا کہ شہر جانے کے لئے انہیں کیا کرنا پڑے گا۔ گونگا کچھ دیر بعد اس طرح سر ہلانے لگا جیسے وہ اس کے مافی الضمیر سے آگاہ ہوگیا ہو لیکن ظفر مطمئن نہیں تھا۔

بہر حال وہ دونوں اس کے ساتھ چلنے لگے۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر کسی قسم کے اشارے بھی کرتا جارہا تھا لیکن وہ کچھ نہ سمجھ سکے.....! بس چلتے رہے اس کے ساتھ، زیادہ نہیں چلنا پڑا تھا کہ گونگے

نے رک کر ایک دراڑ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ اتنی چوڑی تھی کہ تین چار آدمی بیک وقت اس میں داخل ہو سکتے تھے۔ گونگا ہاتھ ہلا ہلا کر غالباً یہی کہہ رہا تھا کہ انہیں اس دراڑ سے گذر جانا چاہئے۔ پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر اپنی بھیڑوں کی طرف پلٹ گیا۔ ظفر اور تھیلما نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"آؤ....!" ظفر نے تھیلما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر دراڑ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے سمجھے بوجھے۔" تھیلما ہچکچائی۔

"چلو بھی.... تم تو ویسے بھی میوری کے ہاتھ لگنا نہیں چاہتیں۔!"

وہ دونوں دراڑ میں داخل ہوئے....! شائد بیس بائیس گز کے فاصلے پر دراڑ کا اختتام ہوا تھا۔ دوسرے سرے پر پہنچتے ہی تھیلما کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"کیا بات ہے....؟"

"وہ دیکھو....!" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ "سردار گڈھ کا ریلوے اسٹیشن....!"

"کہاں....! اوہ.... بوڑھا واقعی خبیث تھا.... تو گویا ہم سردار گڈھ ہی میں رہے ہیں.... میرا خیال ہے کہ یہاں سے اس کا مکان زیادہ سے زیادہ پانچ میل کے فاصلے پر ہوگا۔!"

یک بیک تھیلما بہت زیادہ سُست پڑ گئی....! پل بھر پہلے کی بشاشت کا نام و نشان تک چہرے پر نہیں تھا۔

یہ فوری تبدیلیاں ظفر نے محسوس کیں لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ جانتا تھا اس کی وجہ.... تھیلما میوری کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔! وہ دونوں بالآخر سڑک پر اُتر آئے....! یہاں سے کوئی ٹیکسی یا رکشا نہیں شہر تک پہنچا سکتا تھا۔ تھیلما کچھ دور چل کر رک گئی۔! ظفر بھی رک گیا.... وہ عجیب انداز میں اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی۔!

"کیا بات ہے....!" ظفر مسکرایا۔

"کچھ نہیں.... چلو....!" میں نے اسکیم بدل دی ہے اب ہم میوری تک پہنچنے کی کوشش کریں گے....!" تھیلما بولی۔

"کیوں....؟"

"ہو سکتا ہے۔ میرے اندیشے غلط ہوں....!"

"سوال یہ ہے کہ اندیشے پیدا کیوں ہوئے تھے۔!"

"میں بحث کے موڈ میں نہیں.... ہم دونوں ہی فی الحال مسٹر میوری کے دست نگر ہیں۔!"

"میں تو اب لعنت بھیجتا ہوں مسٹر میوری پر....!"

"غیر دانش مندانہ حرکت ہوگی۔ ہم کیوں نہ اسے مل کر ماریں۔ یہ تو سوچو اگر تم اس کی مالی امداد سے محروم ہو گئے تو اس ہوٹل میں کیونکر قیام کر سکو گے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمہارے معیار کے مطابق تمہیں کوئی دوسری ملازمت فوری طور پر مل جائے۔!"

"لیکن اگر اس دوران میں عمران کی طرف سے کوئی حرکت ہو گئی ہو تو....!"

"دیکھا جائے گا۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں کہ میں کتنی باصلاحیت ہوں۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ اب اس پر اعتماد کرے یا نہ کرے۔ ان حالات سے گذرنے کے بعد خود اس پر تھیلما کا اعتماد ختم ہو جانے کا امکان تھا وہ اُسے عمران ہی کا آدمی سمجھ سکتی تھی۔!

O

ویران گرجے کی عمارت قبرستان ہی کی حدود میں تھی۔! اب وہاں عبادت نہیں ہوتی تھی لیکن تدفین کے لئے آنے والے کچھ دیر وہاں بیٹھ کر اپنی تھکن ضرور اتارتے تھے۔

یہ گرجا انگریزوں کے دور حکومت کی یادگار تھا اور.... قبرستان میں زیادہ تر انگریز فوجی دفن تھے۔ مقامی عیسائی آبادی اپنے مردوں کی تدفین اس قبرستان میں بھی کرتی تھی۔!

ویسے مقامی آبادی کے لئے دوسرا قبرستان مخصوص تھا۔ گرجے کی دیکھ بھال کے لئے ایک آدمی بھی یہاں رہتا تھا۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ لوگ کچھ دنوں کے لئے اپنے تابوت گرجے میں رکھ جاتے اور کئی دنوں کی رسومات کے بعد ان کی تدفین ہوتی، ایسے تابوتوں کے لئے گرجے کا ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا تھا، جس میں تابوتوں کے نگران بھی قیام کرتے، لیکن ایسا شائد شاذونادر ہی ہوتا تھا۔

ایسا ہی ایک تابوت آج بھی آیا تھا اور ایک بوڑھی یوریشین عورت اس کی نگران کی حیثیت سے وہاں مقیم تھی۔

گرجے کے محافظ نے اُسے اطمینان دلایا تھا کہ وہ خود بھی رات بھر اس کے پاس موجود رہے گا۔ اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔

"یہ ایک مجبوری ہے۔!" بوڑھی عورت ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

"ہمارا بیٹا یہاں موجود نہیں ہے۔ مجھے اس کا انتظار ہے اس کے آئے بغیر تدفین ممکن نہیں۔ گھر پر لاش رکھ نہیں سکتے کیونکہ پڑوسیوں میں اس کا رواج نہیں ہے۔!"

"آپ اطمینان سے قیام کیجئے۔!" بوڑھا محافظ ہاتھوں سے سینے پر کراس بنا کر بولا۔ "اس آواز کی طرف سے کوئی اپنے کان بند نہیں کر سکتا۔ ایک دن مجھے بھی اسی آواز پر لبیک کہنا ہے۔! میں فادر میوریل سے کہوں گا کہ وہ تابوت پر ہاتھ رکھ کر مردے کے لئے دعا کریں۔"

"اُوہ کیا یہاں کوئی فادر بھی ہیں۔ میں نے تو سنا تھا کہ یہ چرچ بالکل ویران رہتا ہے۔"

"وہ بڑے عبادت گذار ہیں۔ رات کو یہیں عبادت کرتے ہیں۔ اس چرچ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ یہاں کے پُر سکون ماحول میں وہ ایک کتاب بھی لکھ رہے ہیں۔"

"تو کیا.... یہیں.... اسی جگہ....!"

"ہاں.... وہ سامنے والا کمرہ.... لیکن آپ ان کی موجودگی سے تقویت ہی محسوس کریں گی۔ آپ محسوس کریں گی کہ آپ کا غم ہلکا ہو گیا ہے۔"

بوڑھی عورت خاموش ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھیں غمگین تھیں۔ لیکن زندگی سے بھرپور معلوم ہوتی تھیں۔ اُس نے تابوت کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں روشنی ناکافی ہے۔" محافظ نے کہا۔ "میں کچھ مومی شمعیں اور لاؤں!"

O

تھیلما ظفر کو ساتھ لئے مسٹر میوری کی مختلف قیام گاہوں میں بھٹکتی پھرتی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک تو نہیں مل سکا تھا۔!

تھیلما نے مختلف ٹھکانوں پر ان تینوں کے متعلق بھی پوچھ گچھ کی تھی جنہیں غار میں چھوڑا تھا، لیکن ہر جگہ سے یہی اطلاع ملی کہ وہ تقریباً ایک ہفتہ سے وہاں نہیں دیکھے گئے۔!

اندھیرا پھیل گیا اور وہ کھانے کے لئے ظفر کے اقامتی ہوٹل میں آئے جمن بہت زیادہ بوکھلایا ہوا نظر آرہا تھا۔ اس نے ظفر کو بتایا کہ مسٹر میوری کے آدمی اُسے کئی بار پوچھ چکے ہیں اور ان کے تیور اچھے نہیں معلوم ہوتے۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔ جمن نے آگے بڑھ کر دروازے کا بولٹ گرایا۔ ایک آدمی اندر گھس آیا۔

"اوہ.... مادام....!" وہ دروازے کے قریب ہی ٹھٹک گیا۔!

"باس کہاں ہے....؟" تھیلما نے اس سے پوچھا۔

"ان کے کہیں ہونے نہ ہونے کے بارے میں تو آپ ہی جانتی ہوں گی لیکن وہ ہم سے کئی بار فون پر آپ کے متعلق پوچھ چکے ہیں۔"

"اچھی بات ہے تم جا سکتے ہو۔ میں ان لوگوں کی دیکھ بھال کر رہی ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ جمن اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"پہلے ہم کھانا کھائیں.... اس کے بعد پھر اور کچھ ہوگا۔" ظفر بولا۔

جمن نے وہیں سے فون کر کے کھانا طلب کرنا چاہا لیکن تھیلما بولی۔ "نہیں.... تم خود نیچے جاؤ.... اور کھانے کے لئے کہو۔!"

جمن ظفر کو گھورتا ہوا باہر چلا گیا اور تھیلما دروازہ بولٹ کر کے ظفر کی طرف مڑی۔

ظفر نے پھر اس کے چہرے پر اجنبیت سی محسوس کی۔

"جب وہ کہیں نہ مل سکے تو پھر وہیں ملتا ہے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"کہاں۔!" ظفر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم یہاں کی جگہوں کے نام سے واقف ہو۔!" تھیلما نے جھنجلا کر سوال کیا۔

ظفر نے انکار میں سر ہلایا اور وہ بولی۔ "بس کھانے کے بعد وہیں چلیں گے اوہ میں کتنی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔"

وہ آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔

ظفر نے بے چینی سی محسوس کی۔ اُسے ایسا لگ رہا تھا جیسے تھیلما میں کوئی فوری تبدیلی ہوئی ہو۔ کھانے کے بعد وہ باہر نکلے تھے۔ جمن مصر تھا کہ وہ بھی اُن کے ساتھ جائے گا۔! لیکن تھیلما

اس پر تیار نہ ہوئی۔ اس نے میوری کی ایک قیام گاہ سے کار بھی فراہم کرلی تھی اور خود ہی اُسے ڈرائیو کررہی تھی۔

ظفر خاموش تھا۔ چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ کسی بڑی دشواری میں پڑنے والا ہے۔

"کیا تم اعتراف کرلوگی کہ عمران تم سے ان کا کوئی راز معلوم کرچکا ہے۔" بالآخر ظفر نے اس سے پوچھا۔

"یقیناً۔! اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں مجھے سب کچھ بتانا پڑے گا.... ورنہ میں اپنی غیر حاضری کا کیا جواز پیش کروں گی۔!"

"اچھی طرح سوچ لو.... اسے تم بخوبی جانتی ہوگی۔!"

"بس یہی ایک صورت ہے.... ورنہ الجھ الجھ کر مر جاؤں گی....! موت گوارا ہے لیکن ذہن پر کوئی بار لے کر جینا میرے بس سے باہر ہے....!"

"تو پھر قانون کی طرف دار بن جاؤ۔!"

"قانون....! قانون مجھ سے جرم کی نوعیت پوچھے گا۔ لیکن میں اس سے واقف نہیں۔!"

"جو جی چاہے کرو....!" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "میں تمہارے ساتھ ہوں۔ لیکن اس دواساز فیکٹری کی ملازمت مجھے منظور نہیں۔!"

"ہم دونوں ہی کو اس جنجال سے نکلنا ہے۔!"

کار ایک سنسان سڑک پر تیز رفتاری سے مسافت طے کررہی تھی۔! شہری آبادی پیچھے رہ گئی تھی۔! بالآخر ایک جگہ تھیلما نے گاڑی روک دی۔ یہاں ہر طرف گہرا اندھیرا تھا۔ تھیلما نے ظفر کو نیچے اُترنے کو کہا اور خود بھی گاڑی چھوڑ دی۔!

جہاں گاڑی چھوڑی تھی، وہاں سے تھیلما کے بیان کے مطابق کچھ دور پیدل ہی چلنا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد ظفر نے محسوس کیا کہ وہ کسی قبرستان میں چل رہا ہے۔ ایک جانب روشنی نظر آئی جو غالباً کسی عمارت کی چند کھڑکیوں سے پھوٹ رہی تھی۔ وہ اسی جانب بڑھتے رہے۔

عمارت کا بیشتر حصہ تاریکی میں تھا۔ ساخت کے اعتبار سے وہ کوئی گرجا ہی ہو سکتا تھا۔

"کون ہے....؟" کسی نے انہیں ٹوکا اور پھر تیز قدموں سے چلتا ہوا اُن کے قریب پہنچا۔ اندھیرے کی بناء پر ظفر اس کی شکل نہ دیکھ سکا۔

"فادر میوریل سے ملنا ہے۔!" تھیلما بولی۔

"وہ تو ابھی تشریف نہیں لائے۔" آنے والے نے جواب دیا۔

"ہم ان کا انتظار کریں گے۔!"

"یہ بالکل نئی بات ہوگی....!" وہ آدمی بڑبڑایا۔ "ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔!"

"انہوں نے مجھے اجازت دے رکھی ہے۔!" تھیلما بولی۔

"اچھی بات ہے.... تو چلئے....!"

وہ ایک بڑے سے کمرے سے گذرتے ہوئے دوسرے کمرے میں آئے۔ بڑے کمرے میں انہیں ایک معمر عورت دکھائی دی تھی اور ایک تابوت بھی نظر آیا تھا۔

ظفر عجیب سی الجھن میں مبتلا ہوگیا تھا۔ بوڑھے آدمی نے کہا۔ "آپ لوگ یہیں بیٹھیں.... وہ یہیں عبادت کرتے ہیں۔" پھر وہ انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

"یہ فادر میوریل....؟" ظفر نے کہا۔ لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔ "تم یہاں صرف سنو گے خود کچھ نہیں بولو گے....!"

ظفر نے بے بسی سے سر کو جنبش دی۔

اس کمرے میں مومی شمعیں روشن تھیں اور ماحول کچھ ایسا تھا کہ حیات بعد لمحات کے علاوہ اور کسی چیز کا دھیان نہیں آسکتا تھا۔ کچھ عجیب سی بو فضا میں رچی بسی تھی۔ تھیلما کے چہرے پر اُسے سکون ہی نظر آیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ ماحول اس کے لئے نیا نہ ہو۔

وہ تن بہ تقدیر ہو بیٹھا۔!

پندرہ یا بیس منٹ.... بوجھل سی خاموشی میں گذرے تھے۔! اور پھر پردہ ہٹا کر ایک تُخیم شحیم پادری ڈھیلے ڈھالے لبادے میں ملبوس اندر داخل ہوا تھا۔

ظفر بوکھلا کر کھڑا ہوگیا۔ یہ میوری یا فادر میوریل تھا۔

"کیا مطلب....؟" وہ دروازے کے قریب ہی رک کر انہیں گھورتا ہوا غرایا۔

"ہم سب خطرے میں ہیں مسٹر میوری۔!" تھیلما کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔

وہ تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آگیا اور تھیلما نے مشینی انداز میں اپنی کہانی شروع کردی۔ ظفر بت بنا کھڑا رہا۔ میوری بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔ کبھی اس کی آنکھیں ظفر کے چہرے

پر جم جاتیں اور کبھی تھیلما کی طرف دیکھنے لگتا۔

تھیلما کے خاموش ہونے پر اس کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور اُس نے پُر سکون لہجے میں پوچھا۔

"تو تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"یہی.... یہی.... کک.... کہ.... آپ ہوشیار ہو جائیں۔!" تھیلما ہکلائی۔ "اگر وہ مجھ پر بچھو نہ چھوڑتا تو.... میں....!"

"ختم کرو.... میں تو چاہتا ہوں کہ وہ وہاں پہنچنے کی کوشش کرے۔!"

ظفر نے تھیلما کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دیکھیں۔!

دفعتاً وہ ظفر کی طرف مڑا اور اُسے گھورنے لگا۔ اور تھیلما بولی "تو آپ بھی اسی نتیجے پر پہنچے؟"

"کس نتیجے پر....!" میوری نے اس کی طرف مڑ کر سرد لہجے میں پوچھا۔

"یہ شخص....؟" وہ ظفر کی طرف ہاتھ اٹھا کر پُر جوش اور تنفر آمیز انداز میں بولی۔ "اس کے ساتھیوں ہی میں سے معلوم ہوتا ہے۔!"

"یہ غلط ہے.... بکواس ہے۔؟" ظفر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"جوش میں نہ آؤ.... بیٹھ جاؤ...." میوری نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ڈاکٹر رچمنڈ کے جھونپڑے پر ریڈ کرنا چاہئے۔!" تھیلما بولی۔

"حماقت.... وہ اَب سنسان پڑا ہو گا۔!"

اس کے بعد کوئی کچھ نہ بولا۔

ظفر کی بے اطمینانی بڑھ گئی تھی۔ لیکن اُس نے اپنے چہرے پر اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔

یہ خاموشی ذرا ہی سی دیر میں اُسے بے حد زہریلی لگنے لگی اور اس نے کھکار کر کہا۔ "میں بھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔!"

دفعتاً باہر سے آواز آئی۔ "فادر.... کیا میں اندر آسکتا ہوں....!"

"آجاؤ....!" میوری پُر وقار اور گونجیلی آواز میں بولا۔

وہی آدمی اندر داخل ہوا جس نے ظفر اور تھیلما کو اس کمرے تک پہنچایا تھا۔

"فادر....!" اس نے بڑے ادب سے کہا۔ "آپ نے ایک تابوت دیکھا ہوگا.... عورت

کے اعزہ آگئے ہیں اور وہ اسی وقت تدفین کرنا چاہتی ہے۔!"

"سروس....!"

"ہاں فادر۔!"

"چلو....!" وہ اٹھتا ہوا بولا اور ان دونوں کو وہیں بیٹھنے کو کہتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن ابھی پردہ بھی نہیں ہٹایا تھا کہ دوسری طرف سے ایک چیخ سنائی دی۔ میوری نے ایک جھٹکے کے ساتھ پردہ ہٹا دیا۔

"فادر.... فادر....!" بوڑھی عورت چیختی ہوئی اُس کی طرف دوڑی اور قریب آکر ٹکراتے ٹکراتے بچی۔

ظفر اور تھیلما بھی اسی بڑے کمرے میں آگئے تھے جہاں تابوت رکھا ہوا تھا۔!

"کیا بات ہے.... کیا بات ہے....؟" میوری نے بوڑھی سے پوچھا۔

"وہ.. وہ.. فادر..!" اس نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اسکا ہاتھ تابوت کی طرف اٹھا ہوا تھا۔

دفعتاً تابوت کا ڈھکن تھوڑا سا اٹھا اور پھر ویسی ہی چیخ اس میں سے برآمد ہوئی جیسی پہلے گونجی تھی۔!

"ہٹو سامنے سے....!" میوری نے بوڑھی کو ایک طرف جھٹک دیا اور خود اچھل کر تابوت پر جا پڑا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ تابوت کے ڈھکن کو اس کی جگہ روکے رکھنا چاہتا ہو۔ پوری قوت سے اُس پر چھا گیا تھا۔

ایک بار چیخ پھر اُبھری اور میوری تابوت کے ڈھکنے سمیت دوسری طرف جا پڑا۔

مردہ تابوت میں کھڑا ہو گیا تھا۔

"اُوہ....!" تھیلما اور ظفر کی زبان سے بیک وقت نکلا "ڈاکٹر رچمنڈ....!"

"کیا.... ڈاکٹر رچمنڈ....!" میوری حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ "کون ڈاکٹر رچمنڈ....؟"

وہ اٹھ گیا تھا اور بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"ڈاکٹر رچمنڈ....!" تھیلما جلدی جلدی بولنے لگی تھی۔ "وہی ڈاکٹر رچمنڈ جس نے ہمیں کل اپنے جھونپڑے میں پناہ دی تھی۔!"

"خبر دار.....!" میوری کی آواز کمرے میں گونجی۔ "اگر کسی نے بھی کمرے سے باہر جانے کی کوشش کی تو گولی مار دوں گا۔!" اس نے ریوالور نکال لیا تھا۔

گرجے کے محافظ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ لیکن اس نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ بوڑھی عورت میوری کو گھورے جا رہی تھی اور ڈاکٹر رچمنڈ اب بھی تابوت ہی میں کھڑا ہوا تھا لیکن انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس پوری سچویشن سے کوئی تعلق ہی نہ رکھتا ہو.....!

دفعتاً میوری پھر بولا۔ "تھیلما اگر ظفر سے متعلق اپنے شبہے کی تصدیق کرنا چاہتی ہو تو اس سے کہو کہ ڈاکٹر رچمنڈ کے ہاتھ باندھ دو.....!"

"نہیں.....!" ڈاکٹر رچمنڈ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں، میں تو عمران کا ایلچی ہوں۔ اسکا ایک پیغام ہے تمہارے لئے۔ وہ تم سے ملنا چاہتا تھا اور تم بھاگے بھاگے پھر رہے تھے۔!"

"کیا مطلب....؟"

"کل ہی اسے معلوم ہوا ہے کہ تم یہاں بھی مل سکتے ہو۔ لہٰذا یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔!"

"وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے....؟"

"محض یہ بتانے کے لئے کہ تمہارا باس ہاپکنز اپنی بینائی کھو بیٹھا ہے اور اب تھریسیا کی قید میں ہے۔!"

"یہ بکواس ہے....!"

"یہ تم اس لئے کہہ رہے ہو کہ لفٹ رائٹ والے کوڈ میں اب بھی پیغامات وصول کر رہے ہو۔!"

ظفر نے رچمنڈ کے اس جملے پر میوری کو چونکتے دیکھا۔ پھر یک بیک اس کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک نظر آنے لگا اور اس نے غرا کر کہا۔ "ظفر اس کے ہاتھ اس کی پشت پر باندھ دو۔ یہ ایک بہت بڑے دشمن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ عمران سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا ہے، عمران اس کی بھی فکر میں ہے....!"

"میں ڈاکٹر رچمنڈ.... تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ اگر اس کی طرف تمہارا اشارہ ہے....!" رچمنڈ نے پُر سکون لہجے میں کہا۔

"ظفر میں نے کیا کہا تم سے....!" میوری پھر دہاڑا۔

"مسٹر میوری....!" دفعتاً ظفر سینہ تان کر بولا۔ "میں تمہاری کسی غیر قانونی حرکت کا

شریک نہیں بن سکتا۔!"

"اچھا تو پہلے تم ہی جاؤ....!" میوری نے دانت پیس کر کہا لیکن قبل اس کے کہ وہ ریوالور کا ٹریگر دباتا ریوالور ہی اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ رچمنڈ نے تابوت سے چھلانگ لگائی تھی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔ لیکن اتفاق سے وہ اس کے ہاتھ سے بھی گر گیا تھا۔

ظفر حیران رہ گیا بوڑھے کی پھرتی پر۔

پھر شائد تھیلما ریوالور ہی اٹھا لینے کے لئے جھپٹی تھی کہ ظفر نے اس کے بال مٹھی میں جکڑ لئے اور وہ ایک چیخ کے ساتھ پلٹ کر اس سے لپٹ پڑی۔

اُدھر رچمنڈ اور میوری کے درمیان ریوالور کے حصول کے لئے زور آزمائی شروع ہو چکی تھی۔ اگرجے کے محافظ نے برابر والے کمرے میں گھس کر اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ وہ بہت زیادہ دہشت زدہ نظر آ رہا تھا۔

تھیلما ذرا ہی سی دیر میں ظفر کے لئے مصیبت بن گئی....! اگر ذرا بھی ڈھیلا پڑا ہوتا تو وہ اُسے گرا کر چڑھ ہی بیٹھتی، البتہ چہرے پر اُس کے ناخنوں نے بڑی بڑی خراشیں ڈال دی تھیں۔

وہ اس بُری طرح اس میں الجھا تھا کہ بڑی دیر تک میوری اور رچمنڈ کی طرف توجہ دینے کی بھی مہلت نہ ملی تھی۔ تھیلما کوشش کر رہی تھی کہ کسی طرح ظفر کی گردن اس کے دونوں ہاتھوں کی گرفت میں آ جائے۔

ظفر دماغ ٹھنڈا رکھ کر اس سے صرف اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ خود کسی قسم کے تشدد کا مظاہرہ نہیں کر سکا تھا۔! بہر حال اس جنجال سے کسی طرح نجات حاصل کرنی ہی تھی اور یہ اُس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ وہ ہوش میں تھی۔!

وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔ تھک بھی چکی تھی لیکن ہاتھ مشینی طور پر چل رہے تھے۔!

دفعتاً ظفر مشتعل ہو گیا۔ پھر جو ایک الٹا ہاتھ تھیلما کے منہ پر پڑا ہے تو اچھل کر دور جا پڑی۔ سر دیوار سے ٹکرایا تھا اور وہ دھم سے فرش پر چلی آئی تھی۔!

اس کے بعد پتہ نہیں اُس نے بے حس و حرکت ہی پڑے رہنے میں عافیت سمجھی تھی یا سچ مچ بے ہوش ہو گئی تھی۔!

اُدھر رچمنڈ اور میوری کے درمیان اب بھی ریوالور ہی کے لئے زور آزمائی جاری تھی ریوالور رچمنڈ کی گرفت میں تھا اور میوری، اُسے چھین لینے کے لئے ایڑی چھوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ ظفر متحیر تھا اس بوڑھے کی جی داری پر..... اس عمر میں اور یہ دم خم میوری جیسا گینڈا جھوما جا رہا تھا، لیکن ریوالور اس کی گرفت سے نکلنا تھا نہ نکلا.... اسی دوران میں بوڑھے رچمنڈ نے اُسے کمر پر لاد کر دے پٹخا.... ایک فائر ہوا اور بائیں جانب والی دیوار کا پلاسٹر اُدھڑ گیا۔!

فائر کے ساتھ ہی ریوالور بھی رچمنڈ کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ہو سکتا تھا کہ اس نے اس حد تک چلے جانے کے بعد خود ہی اُسے چھوڑ دیا ہو۔ ظفر نے بوڑھی عورت کو ریوالور اٹھاتے دیکھا۔ وہ ذرہ برابر بھی حراساں نہیں معلوم ہوتی تھی۔

ڈاکٹر رچمنڈ نے میوری کو زمین پر گرا کر بُری طرح جکڑ لیا تھا۔ ظفر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں، یقین نہیں آتا تھا کہ میوری جیسا دیو پیکر اس سالخوردہ بوڑھے کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر رہ گیا ہے۔!

"مم.... میں....!" میوری کی گھٹی گھٹی سی آواز سنائی دی "میں عمران سے ملنے کے لئے تیار ہوں....!"

رچمنڈ اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔ کچھ عجیب سا ماحول لگ رہا تھا۔ ظفر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اور بے سروپا خواب دیکھ رہا ہو۔!

میوری اٹھ گیا تھا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا اور سانس بڑی تیزی سے چل رہی تھی شائد سانس ہی پر قابو پانے کے لئے بار بار نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیتا تھا۔

"مم.... مجھے لے چلو اُس کے پاس....!" وہ خونخوار لہجے میں بولا۔

"میں اچھی طرح جانتا ہوں میوری۔!" رچمنڈ نے مسکرا کر کہا۔ "تم اتنی دیر کی مہلت چاہتے ہو کہ اپنے آدمیوں کو یہاں کی صورت حال سے آگاہ کر سکو....!"

دفعتاً میوری نے پھر رچمنڈ پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن رچمنڈ بہت زیادہ ہوشیار ثابت ہوا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ کر ایسی ٹانگ ماری کہ میوری تیورا کر بائیں کروٹ گرا اور پھر فوری طور پر نہ اٹھ سکا۔!

رچمنڈ اب ظفر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نظر تھیلما کی طرف اٹھ گئی۔! اور اس نے

ظفر سے پوچھا۔ "کیا گلا گھونٹ کر مار دیا۔!"

"نہیں ڈاکٹر رچمنڈ! تم لوگ مجھے غلط سمجھے ہو....! مجھے زندگی سے پیار ہے چاہے وہ کسی کچھوے ہی کی کیوں نہ ہو۔!"

"واہ.... واہ.... بہت اچھے آدمی ہو تم....!" ڈاکٹر رچمنڈ ہنس پڑا۔! ظفر کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔!

میوری پھر اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن شائد اب کھڑے ہو جانے کی سکت اس میں نہیں رہی تھی۔!

اچانک رچمنڈ اس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم پوری طرح میرے قبضے میں ہو میوری.... باہر میرے آدمی موجود ہیں۔ سروس کا انتظار کر رہے ہیں۔ چلو اور میری رسمی تدفین کے لئے رسمی دعا کرا دو....!"

"ہاکنز بہت جلد تمہارا خاتمہ کر دے گا۔!" میوری پھٹی پھٹی سی آواز میں بولا۔ اس کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔

"تم ابھی تک اس غلط فہمی میں ہو کہ میں تھریسیا کا آدمی ہوں۔!" رچمنڈ مسکرا کر بولا۔ "اچھی بات ہے، دیکھو میں کون ہوں....؟"

وہ اپنے سر کی پشت پر ہاتھ لے گیا۔ سر کے گھنے سفید بالوں میں زلزلہ سا آ گیا.... اور پھر ظفر نے دیکھا کہ ان بالوں سمیت پورے چہرے کی کھال ادھڑتی چلی آئی۔!

"عمران....!" اس کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے عمران کے چہرے سے رچمنڈ کا چھلکا اتر گیا ہو۔ میوری نے اٹھنا چاہا لیکن عمران ہاتھ اٹھا کر پُر سکون لہجے میں بولا۔ "بیکار ہے....! خود کو پوری طرح میرے حوالے کر دو....! ساری عمر جیل میں پڑے رہنے کے لئے تمہاری کیمیکل فیکٹری ہی کافی ہے۔ لیکن اگر ظفر نہ ملتا تو شائد تم اپنا یہ گندا کام جاری رکھ سکتے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بازار میں زہریلی ادویات بھی تمہاری ہی پارٹی پھیلاتی رہی ہے۔!"

"زہریلی ادویات....!" ظفر اچھل پڑا۔

"ہاں.... میرے دوست....!" عمران گمبھیر لہجے میں بولا۔ "یہ ایک بین الاقوامی فراڈ تھا۔ ہمارے ایک دوست ملک نے ہمیں کچھ ضروری ادویات تحفتاً بھیجی تھیں۔ انہیں عوام کی سہولت

کے لئے بازار میں لایا گیا تھا، اچانک ان کے استعمال سے غلط نتائج بر آمد ہونے لگے۔ جب ان کا تجزیہ کیا گیا تو وہ زہریلی ثابت ہوئیں۔ اس دوست ملک کو معاملہ ریفر کیا گیا۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی گم سم تھا۔ اس معاملے میں....! بہر حال یہ حرکت اس لئے ہوئی تھی کہ اس دوست ملک سے ہمارے تعلقات خراب ہو جائیں۔!"

"لیکن زہریلی ادویات....؟" ظفر نے کہا لیکن جملہ پورا نہ کر سکا کیونکہ عمران نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی تھی۔ "یہ لوگ اپنی زمین دوز فیکٹری میں انہیں ادویات کی نقل تیار کر کے بازار بھیج رہے تھے۔ ان کے ایجنٹ اصلی ادویات خرید کر بازار سے غائب کرنے کا کام انجام دے رہے تھے۔!"

"تم اس فیکٹری کا پتہ معلوم کر ہی چکے ہو....! جاؤ.... اُسے تباہ کر دو....!" میوری پاگلوں کی طرح چیخا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو....!"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو....!" لہجہ اب بھی جارحانہ تھا۔

"تم مجھے شوگر بینک تک پہنچا دو گے۔!"

"کک.... کیا....؟" میوری بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔

"شوگر بینک....!" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں.... میں نہیں جانتا....!"

"اچھی بات ہے....! تم مجھے وہیں تک پہنچا دو جہاں ولیم ہاپکنز مقیم تھا۔!"

ظفر نے دیکھا کہ میوری کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا ہے۔! اس سے پہلے اس نے اس کے چہرے پر خوف زدگی کے آثار نہیں دیکھے تھے....!

"تم یقین کرو....!" عمران نرم لہجے میں بولا۔ "ہاپکنز تھریسیا کی قید میں ہے اور اس کی بینائی ضائع ہو چکی ہے۔ تھریسیا بڑی خاموشی سے اس کے ساتھیوں کا صفایا کر رہی ہے۔ ادھر کا رخ اس لئے ابھی تک نہیں کیا کہ میں بھی اُس کی تاک میں ہوں گا۔!"

پھر عمران نے اپنی اور تھریسیا کی مڈ بھیڑ کی کہانی شروع کر دی۔ ظفر کے لئے یہ سب بڑی عجیب سی باتیں تھیں، لیکن وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ تھیلما بھی اب اٹھ بیٹھی تھی، لیکن اس کا چہرہ

ہر قسم کے تاثرات سے عاری نظر آ رہا تھا۔ خالی خالی آنکھوں سے ماحول کا جائزہ لے رہی تھی۔!

عمران شوگر بینک کی کہانی ختم کر کے چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا پھر بولا۔ "میں دوستانہ فضا میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔! لیکن اس فیکٹری کا جھگڑا نکل آیا ہے۔!"

"اگر تمہارا بیان درست ہے تو میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتا ہوں۔ رہی فیکٹری تو تم اس پر چھاپہ مار سکتے ہو....! مجھے الگ ہی رکھو اس معاملے سے.... میں شوگر بینک تک تمہاری رہنمائی کروں گا۔!"

"میں کس طرح یقین کر لوں کہ تم اپنے الفاظ پر قائم رہو گے۔!"

"اگر وہ ہاپکنز پر ہاتھ ڈال چکی ہے تو میرے لئے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ اس کے دشمنوں کا ساتھ دوں۔!"

"اگر تم واقعی میرے ساتھ پر خلوص رہ سکتے ہو تو اس کا ثبوت پیش کرو....!"

"کیا چاہتے ہو....؟"

"جس ملک کے لئے تم فیکٹری والا کام کر رہے تھے۔ اس کا نام بتا دو.... اور اپنا بیان ریکارڈ کرا دو۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"تو پھر میں اکیلے ہی تلاش کر لوں گا شوگر بینک....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"یعنی.... یعنی....!"

"یعنی یہ کہ اب تم ہتھکڑیاں پہنو گے....!"

"مجھے سوچنے کا موقع دو.... ویسے اپنے خلوص کا اس طرح ثبوت ضرور دوں گا کہ تمہیں اپنی عدم موجودگی میں فیکٹری کا وہ راستہ اختیار کرنے سے روک دوں، جس کا علم تھیلما کو تھا۔!"

"کیوں....؟"

"تھیلما کو اتفاقاً ہی راستہ معلوم ہو گیا تھا۔ اُس کے بعد میں نے وہاں ڈائنامیٹ لگا دیا تھا، جس سوئچ سے دروازہ ظاہر ہوتا تھا اسی سوئچ کو ڈائنامیٹ سے اٹیچ کر دیا تھا تاکہ اگر کبھی وہ مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرے تو خود بھی فنا ہو جائے۔"

"چلو ایک تو ثبوت ملا۔ خلوص کا....! لیکن یہ نامکمل ہے....!"

"میں کہتا ہوں مجھے سوچنے کا موقع دو....!" میوری اپنی پیشانی ملتا ہوا بولا۔!

O

دوسری صبح ظفر کے لئے بڑی عجیب تھی....!اب وہ عمران کے خرچ پر اسی ہوٹل میں مقیم تھا اور جمن اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح اس جال سے نکل بھاگنا چاہئے۔!

"ڈونٹ بی سلی جیمسن....! ظفر بولا۔" ہمیں دوسری ملازمت مل گئی ہے.... اور یہ ذرا ڈھنگ کی معلوم ہوتی ہے۔!"

جمن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جمن نے دروازہ کھول دیا اور بُرا سا منہ بنائے ہوئے پیچھے ہٹ آیا۔

اندر آنے والا عمران تھا۔ اپنی تمام تر حماقتوں سمیت....!"

اس وقت اس کی شکل پر ویسی ہی معصومانہ بے بسی طاری تھی جیسی پہلی بار ظفر نے ٹرین پر دیکھی تھی۔!

"اگر مسٹر جیمسن کی موجودگی فی الحال یہاں ضروری نہ ہو تو....!" اُس نے جملہ ادھورا ہی چھوڑ کر ہونقوں کی طرح منہ کھول دیا۔

جمن نے اُسے قہر آلود نظروں سے دیکھا اور پیر پٹختا ہوا باہر چلا گیا۔ ظفر منتظر تھا اس بات کا جس کے لئے تخلیہ کرایا گیا تھا لیکن عمران مضبوطی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا احمقانہ انداز میں اُسے دیکھتا رہا!

تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں تمہیں متبنیٰ کرنا چاہتا ہوں۔!"

"جی.... میں نہیں سمجھا....!"

"جب اولاد ہی نہیں ہے کوئی تو بیوی کہاں ہوگی۔!" عمران کی آواز کچھ اور زیادہ گلوگیر ہوگئی....!"سوچتا ہوں....! میرے بعد کس کی شادی ہوگی۔!"

"میں بالکل نہیں سمجھا جناب....!"

عمران اٹھ کر اس کا چہرہ ٹٹولنے لگا کبھی گالوں کی ہڈیاں دباتا.... کبھی کنپٹیاں ٹٹولتا اور کبھی

ٹھوڑی میں ہاتھ لگا کر منہ اوپر اٹھا دیتا....!

"میں تمہیں اپنا قائم مقام بنانا چاہتا ہوں....!"

"آپ ہیں کیا بلا پہلے یہ تو بتایئے....!"

"قانون کا ایک محافظ.... تمہیں اس کا اندازہ ہوگیا ہوگا۔!"

"جی ہاں.... یہ بات تو سمجھ میں آگئی....!"

"تم سے کچھ دل مل سا رہا ہے۔ کیونکہ میں بھی تمہاری ہی طرح بزرگوں کی نالائقیوں کا شکار ہوچکا ہوں۔ خیر اپنی یہ من بھاتی کہانی پھر کبھی سناؤں گا۔ فی الحال اتنا سمجھ لو کہ تم ملازمت نہیں بلکہ انسانیت کی خدمت کرنے جارہے ہو۔!"

"چلئے سمجھ لیا۔!"

"تم میری ہی جیسی ہی جسامت اور قد رکھتے ہو....! چہرہ بھی ایسا ہے کہ میرا میک اپ قبول کرلے گا۔ فی الحال تمہاری ڈیوٹی یہ ہوگی کہ تم میرے میک اپ میں چند لوگوں کے ساتھ یہیں کی ایک عمارت میں قیام کرو گے، اداکارانہ صلاحیت بھی رکھتے ہو۔ لہٰذا صرف ایک ہفتے کی ٹریننگ کافی ہوگی۔!"

"اوہ تو آپ مجھے اپنے میک اپ میں یہاں چھوڑ کر شوگر بینک کی تلاش میں جائیں گے۔!"

"سمجھ دار بھی معلوم ہوتے ہو۔!" عمران مسکرایا۔

"میں نے پچھلی رات وہ حیرت انگیز کہانی سنی تھی! بڑے خطرناک لوگ معلوم ہوتے ہیں۔!"

"پوری انسانیت کے لئے خطرہ ہیں۔!"

"مجھے خوشی ہوگی اگر آپ کے کسی کام آسکا....!"

عمران کچھ نہ بولا۔ جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر کچھ سوچتا ہوا اُسے پھاڑنے لگا۔

کچھ دیر بعد ظفر نے پوچھا۔ "کیا میوری آپ کی شرائط سے متفق ہوگیا ہے۔!"

"ہونا ہی پڑے گا.... مائی ڈیئر.... تم اس کی فکر نہ کرو.... ہاں ایک بات اور کہہ دوں.... یہاں تم لوگوں کے ساتھ ایک خاتون بھی ہوں گی.... آدی دل پھینک معلوم ہوتے ہو۔ ذرا احتیاط رکھنا اگر کہیں تم نے میرے میک اپ میں اس سے اظہار عشق شروع کردیا تو بھانڈا پھوٹ جائے گا۔!"

"کیا آپ نے ابھی تک اس سے اظہارِ عشق نہیں کیا۔" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"برخوردار اگر اسی قابل ہوتا تو تمہیں متبنیٰ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی۔ بہر حال اس معاملے میں محتاط رہنا۔!"

تو کیا آپ کے آدمیوں کو بھی اس کا علم نہ ہوگا کہ آپ کے میک اپ میں کوئی دوسرا آدمی ان کے درمیان موجود ہے۔!"

"ہرگز نہیں....!"

"بڑی عجیب بات ہے....!"

"بعض معاملات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اور یہ جو تمہارے مسٹر جیمسن ہیں انہیں چلتا کرو۔!"

"یہ ناممکن ہے جناب....!"

"کیوں....؟"

"وہ بھی میری ہی طرح بے سہارا ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو تم اسے یہیں مقیم رہنے دو.... اس کے اخراجات پورے ہوتے رہیں گے۔!" لیکن تم اسے بتاؤ گے کہ تم سردار گڈھ سے باہر جا رہے ہو۔ اور اسے یہیں رہ کر تمہارا انتظار کرنا ہوگا۔!"

"ہاں.... یہ ہو سکتا ہے....!" ظفر پُر تفکر انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"اچھا.... شام کو پھر ملاقات ہوگی....!" عمران اٹھ گیا۔

ابنِ صفی